اشاعت کا بتیسواں سال

32

THIRTY TWO YEARS OF PUBLISHING

جولائی ۲۰۲۴ء

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

ARMUGHAN, PHULAT, پھلت ضلع مظفر نگر

MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.)

www.armughan.net

جمعیت شاہ ولی اللہ

Jamiat Shah Waliullah

₹25/-

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۳۲ شمارہ ۷ جولائی ۲۰۲۴ء مطابق مُحَرَّم ۱۴۴۶ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاهر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھا رون مظاهری

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

مدیر
وصی سلیمان ندوی

پتہ
دفتر ارمغان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-9528157338
9548893624 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے
چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

زرتعاون

❖ فی شمارہ 30 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے
❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبر شپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	طالبانِ علومِ نبوت اپنا مقام سمجھیں! (۲)	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	برادران وطن سے ہمارا تعلق	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۰
☆	امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ	حضرت مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی	۱۴
☆	محرم الحرام، نئے ہجری سال کا آغاز	مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۱۹
☆	صدقہ عاجزی اور رحم دلی	جناب جاوید چودھری	۲۱
☆	میرے والد ماجد، ایک قابل تقلید زندگی	مولانا محمد جنید قاسمی	۲۴
☆	غزل	جناب ریاض ساغر کھتولوی	۲۸
☆	جدید ذرائع ابلاغ اور دعوت دین	جناب ثناء اللہ طاہر	۲۹
☆	تعلیم کی اہمیت	مولانا قمرالزماں ندوی پرتاب گڑھی	۳۱
☆	پھلت کا ایک یادگار سفر	ڈاکٹر عارف الیاس ندوی	۳۴
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس قریشی ولی اللٰہی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **جولائی** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دینی مقاصد کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال

اداریہ

کہا جاسکتا ہے کہ میڈیا یعنی ذرائع ابلاغ کا آغاز، انسانی تخلیق کی ابتدا سے ہی ہوگیا تھا، اوراس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی تاریخ۔ کائنات کے آغاز کے ساتھ جب انسان کو اس کرۂ ارضی پر بسایا گیا تو اسی کے ساتھ اسے ایک دوسرے کے ساتھ مخاطب ہونے، اور اپنے پیغام کی ترسیل کی ضرورت کا احساس ہوا، شروع شروع میں انسانوں نے اشاروں کی زبان کا سہارا لیا، لوگ انفرادی اشاروں کی زبان میں اپنی بات کہتے ہوں گے، رفتہ رفتہ کسی ضرورت کے اظہار کے لئے کئے جانے والے یہی اشارات اجتماعی شکل میں اپنائے گئے ہوں گے، پھر جب انسان نے بولنا شروع کیا تو الفاظ کے ذریعہ سے یہ کام انجام پانے لگا۔ اوراس طرح نسل انسانی میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے، اپنا پیغام ایک دوسرے تک پہنچانے، اور اجتماعی طور پر پیغام رسانی کا جو سلسلہ شروع ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر ترقی کر کے موجودہ ذرائع ابلاغ اور میڈیا کی شکل اختیار کرلی، اور یہی میڈیا اس دور کی بہت بڑی حقیقت اور ضرورت بن گیا۔

اسلام میں دعوت وتبلیغ اور اسلام کے پیغام کو عام کرنے کا حکم الگ الگ انداز میں، مختلف انداز واسلوب میں دیا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے: اے پیغمبر ﷺ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ (سورۃ المائدہ) ایک جگہ فرمایا گیا: آپ ﷺ دعوت دیجیے، اپنے رب کے راستے کی طرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ۔ (سورہ نحل) سورہ آل عمران میں ہے: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو'۔ ان چند آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں جس طرح اپنے مذہب کی تبلیغ ودعوت، اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا حکم ہے، اسی طرح اس پیغام کو پہنچانے کے لئے موجود وسائل کا سہارا لینے، اور کیا چیز کس طرح پہنچانی ہے، اس کی تفصیلات بھی قرآن وحدیث اور سیرت طیبہ میں موجود ہیں۔ حکمت، موعظت حسنہ کی تشریح، صفا کی پہاڑی پر علانیہ پکار اور للکار وغیرہ سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ سے بہت سے میدانوں میں کام لیا جارہا ہے، اس کے ذریعہ سے فکری اور نظریاتی ہی نہیں، گولہ وبارود کی فولادی جنگیں تک لڑی جارہی ہیں، اور دنیا بھر میں اس کی اہمیت اور ضرورت کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب اسلام ایک آفاقی اور عالمی دین ہے، اوراس کی تبلیغ ودعوت کا اس کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے، تو ایسے اشاعتی دین کی عالمی پیمانے پر اشاعت کے لئے موجودہ ذرائع ابلاغ سے فائدہ اٹھانا اور اسے اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنانا ضروری ہے یا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نہیں؟ اور مسلمانوں کی اس میدان میں حصہ داری ہونی چاہئے یا نہیں؟ ظاہر ہے اس کا جواب اثبات میں ہی ہوسکتا ہے۔

اس میں دو رائے نہیں کہ آج باطل کا سارا میڈیا، اپنی تمام تر جدوجہد اسلام کو مٹانے، یا اس کا چہرہ مسخ کرنے کے لئے کررہا ہے، اسی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ، ہماری تاریخ داغ دار کی جارہی ہے، اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا جارہا ہے، طلاق اور حلالہ جیسے مسائل ابھار کر اہل اسلام اور ان کے مذہب کو مطعون کیا جارہا ہے، حد یہ ہے کہ ہمارے دینی مسلمات اور ہمارے عقائد تک اس کی زد پر ہیں، اور کم پڑھے لکھے مسلمان تیزی کے ساتھ اس کا شکار ہوتے جارہے ہیں، اور ہماری طرف سے اس صورت حال کا تدارک کرنے کے لئے کوئی واضح نظریہ یا دیرپا منصوبہ نظر نہیں آتا۔ اور میڈیا کے جن اسٹیجوں سے اسلام پر حملے ہورہے ہیں، ان کا مقابلہ صرف محدود تقریروں، چند رسائل و جرائد، یا کچھ تحریروں اور کتابوں سے نہیں کیا جاسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر حملوں کے لئے، اور اسلامی فکر و نظریات کو بگاڑنے کے لئے جو ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں، انہی ذرائع، اور انہی اسٹیجوں کا استعمال کرکے ان کا مقابلہ ممکن ہے، یہ تسلیم کہ میڈیا پر فحاشی اور عریانیت کی بھرمار ہے، اس کے ذریعہ خیر سے زیادہ شر کو فروغ حاصل ہورہا ہے، اور بحیثیت مجموعی ان ذرائع ابلاغ کا استعمال کرنے والے لوگ نفع سے زیادہ نقصان کا سودا کررہے ہیں، لیکن جس طرح ماضی میں ہمارے علمائے اسلام نے علوم یونان، منطق اور فلسفہ کا مقابلہ کیا تھا، اور اسلامی عقائد و اعمال پر ہونے والی اس کی یلغار سے ملت کی حفاظت کی تھی، اسی طرح اس موجودہ صورت حال کا مقابلہ کیا جانا چاہئے۔ اس لئے اس دور کے اہل اسلام اور صاحبان علم کے لئے یہ ایک چیلنج ہے، جسے قبول کرنا وقت کی ایک بڑی ضرورت ہے۔

آج کے دور میں اس کی بڑی ضرورت ہے کہ جس طرح قدیم زمانے میں علمائے امت نے ہر موڑ پر ملت اسلامیہ کی پاسبانی کی تھی، اور اسلامی عقائد و نظریات کو بچانے کے لئے اپنی توانائیاں صرف کی تھیں، اسی طرح آج کے جدید ترقی یافتہ دور میں جن ذرائع ابلاغ کا، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہورہا ہے انہیں ذرائع یعنی انٹرنیٹ (یوٹیوب، فیس بک، ایکس، انسٹا گرام) وغیرہ کے ذریعہ اسلام دشمن عناصر کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے منصوبہ بند پروگرام کے ساتھ میدان عمل میں اترا جائے، اور حریم ملت کی پاسبانی کا اپنا فریضہ ادا کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اگر اپنے دین اور عقائد کا تحفظ چاہتے ہیں تو انہیں نہ صرف اس طوفان کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور ایک ہمہ گیر بیداری اور عروج و ارتقا کے سارے اسباب و وسائل کو حاصل کرنا پڑے گا، بلکہ اپنے دین کے تعارف اور اس کے خلاف کئے جانے والے جھوٹے اور باطل پروپیگنڈوں کا جواب دینے کے لیے ذرائع ابلاغ کے تمام وسائل کا استعمال بھی کرنا پڑے گا۔

خلاصہ یہ کہ ذرائع ابلاغ کی مثال چھری کی ہے کہ اس کے ذریعے پھل بھی کاٹا جاسکتا ہے اور کسی کی گردن بھی۔ وہ محتسب کا کردار ادا کرکے کسی کی جان اور عزت و آبرو بھی بچا سکتا ہے اور کسی رہزن کا بھیس بدل کر کسی کی جان اور عزت و آبرو سے کھیل بھی سکتا ہے۔ وہ ظلم و ستم اور جبر و تشدد کی حمایت اور بے حیائی اور بداخلاقی کا پرچار بھی کرسکتا ہے اور اصلاح و تبلیغ کے میدان میں مصلح و مبلغ کا رول بھی ادا کرسکتا ہے، یہ ہمارے کردار اور عمل پر منحصر ہے کہ ہم اس سے کس طرح کام لے سکتے ہیں، اور موجودہ چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کتنی فکر مندی اور دانائی کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ امتحان ہے ترے ایثار کا خودداری کا

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

طالبانِ علومِ نبوت اپنے مقام کو سمجھیں

قسط: ۲ طلباءِ مدارس سے ایک دردمندانہ خطاب

مولانا محمد کلیم صدّیقی

پانی پت کی بھی سیاسی اور روحانی تاریخ ہے

اِسی طرح پانی پت میں بھی ہندوستان کی سیاسی اور روحانی تاریخ رہی ہے، آپ جس مدرسہ میں پڑھتے ہیں، اُس سے پہلے وہاں حضرت مخدوم صاحب کا مدرسہ تھا، جس میں بہت سے بزرگوں نے تعلیم حاصل کی ہے، اِس لئے اس مدرسہ کی بھی بڑی پرانی تاریخ رہی ہے، لہٰذا ان تمام مدرسوں میں پڑھنے والے ہمارے عزیز طلباء، آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کو اِن چاروں تاریخی اور اہم مقامات سے وابستگی عطا فرمائی ہے، میں آپ سب کو دل کی گہرائی سے اِس مجلس میں شرکت پر بھی مبارکباد دیتا ہوں، اور اس شرف پر بھی مبارکباد دیتا ہوں۔

سب سے بڑا شرف

لیکن آپ کا سب سے بڑا شرف وہ ہے، جو اللہ تعالی نے آپ لوگوں کی نسبت سے ہمیں بھی عطا کیا ہے، اور جس کی وجہ سے ہم آپ کے خدمت گزاروں میں شامل ہیں، وہ شرف یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ سب کو اُس اَہم ترین زُمرہ میں شامل کیا ہے، جن کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ کا مشہور فرمان ہے: ''**خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه**'' کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے، یہ ایسی روایت ہے جو آپ سب کو بالکل اَزبَر ہے، بلکہ یہ روایت تو عوام الناس کو بھی اَزبَر ہوتی ہے، میں اِسی حدیث سے اپنی گزارش کی شروعات کرتا ہوں

میرے پچھلے پینتالیس سال مدرسہ بازی میں گزرے ہیں

آپ سب جانتے ہیں کہ میں پچھلے پینتالیس سالوں سے مدرسہ کی دنیا میں ہوں، اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ میرے پچھلے پینتالیس سال مدرسے بازی میں گزر گئے، اللہ کا شکر ہے کہ اُس مالک نے مجھے مدرسوں سے وابستہ کیا، مدرسہ والوں کے قدموں میں بیٹھنے کی توفیق دی اور مدرسہ والوں کی خدمت گزاری کا بھی شرف عطا فرمایا، میں اس بات پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے بہت سے مدرسوں میں جانے کا موقع ملا ہے، اور ہر طرح کی چیزوں کو دیکھنے کا موقع ملا ہے، جو نئی چیزیں ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں، اس پر ہم اللہ کا شکر بھی ادا کرتے ہیں، اور اپنے اندر کی کمزوریوں اور کمیوں کو تلاش کر کے ان کے علاج کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

اس حدیث کے تقاضوں کو ضرور پورا کرنا چاہئے

میں اپنے رُفقاء سے بھی بار بار کہتا رہا ہوں، اور اس سے پہلے بھی ''سبیل السلام'' میں جو مجلسیں ہو رہی تھی، میں اُس میں بھی یہ بات کہہ رہا تھا کہ مجھے اس بات کا احساس مسلسل بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ ہمیں اس حدیث کے تقاضوں کو ضرور پورا کرنا چاہئے، یہ حدیث پاک جو میں نے پڑھی ہے، اِس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''الجامع الصحیح'' میں نقل کیا ہے، یہ اِتنی مشہور حدیث ہے کہ اِسے صرف عربی پڑھنے والے یا مدرسہ کے طلبہ اور اساتذہ ہی نہیں جانتے، بلکہ کسی مدرسہ کے جلسے میں تین چار مرتبہ شریک ہونے والے عام آدمی کو بھی اِس کے عربی کے الفاظ یاد ہو جاتے ہیں، اِس لئے کہ اگر کسی جلسہ میں پانچ چھ علماء تقریر کرنے والے ہوں، تو ان میں سے ایک دو مقررین ضرور اپنی تقریر کا مرکز اس حدیث کو بناتے ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایسا لگتا ہے کہ ہم اس حدیث کو سنتے ہی نہیں ہیں

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اِس حدیث کو پڑھنے، اِس کو سمجھنے اور اِس پر غور کرنے کے بعد جب ہم اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ہمیں اس حدیث سے وابستگی ہی نہیں ہے، خصوصاً جب ہم تعلیم وتعلم سے وابستہ طبقے کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ہم لوگ یا تو اِس حدیث کو سنتے ہی نہیں ہیں، یا سنتے تو ہیں، مگر صرف سُن کر نکل جاتے ہیں، اور اِسے سمجھتے نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ اِس پر ایمان لانے اور اِس کو سچا جاننے کا جو تقاضا ہے، وہ ہماری زندگیوں میں دُور تک دکھائی نہیں دیتا۔

ہمیں ثابت کرنا پڑے گا کہ ہم اِس کو مانتے ہیں

ہم سب یہ بات مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو بات فرمادی ہے، اُس کو اپنی آنکھوں دیکھی بات سے زیادہ سچا جاننا اور ماننا، اِس کا نام ایمان ہے، دیکھئے! آنکھیں دھوکہ دے سکتی ہیں، بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دماغ آنکھوں کا ساتھ نہیں دیتا، جس کی وجہ سے آنکھیں دھوکہ کھا جاتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو بات فرمادی ہے، اُس میں ذرہ برابر شک کی گنجائش نہیں ہے۔لہٰذا صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے، بلکہ ہمیں اپنے عمل سے ثابت کرنا پڑے گا کہ ہم اِس بات کو مانتے ہیں۔

دیکھئے! جس چیز پر آدمی کو یقین ہوتا ہے، آدمی کا عمل اُس کے مطابق ہوتا ہے، اور اگر عمل اُس کے مطابق نہیں ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اُسے ابھی تک یقین نہیں ہوا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه (۱) کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے، یہ بالکل صاف اور سادے الفاظ ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کسی قسم کا ابہام ہے۔

نبیؐ کے فرمان کے مخاطب قیامت تک آنے والے انسان ہیں

ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے ہے، آپ ﷺ کی نبوت کے وقت سے لے کر قیامت تک جو بھی انسان دنیا میں پیدا ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، لہٰذا اِس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی فرمان کو عمومی خطاب کے انداز میں پیش کیا ہے، تو اِس کے مخاطب ساری دنیا کے انسان ہیں۔

یہ خطاب پوری دنیا کے ہر طبقہ سے ہے

چنانچہ پوری دنیا کے ہر طبقہ کے انسانوں سے یہ خطاب ہے: ''خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ'' (۱) کہ تم میں بہتر وہ ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے، اِس میں بادشاہوں سے بھی خطاب ہے، وزیروں سے بھی خطاب ہے، رئیسوں سے بھی خطاب ہے، افسروں سے بھی خطاب ہے، کلکٹروں سے بھی خطاب ہے، منسٹروں سے بھی خطاب ہے، انجینئروں سے بھی خطاب ہے، پیروں سے بھی خطاب ہے، مشائخ سے بھی خطاب ہے، قُطبوں سے بھی خطاب ہے، اَبدَالوں سے بھی خطاب ہے، وَلیوں سے بھی خطاب ہے، عارفوں سے بھی خطاب ہے، یعنی چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک سے خطاب ہے۔

یہ خیریت اور افضلیت ہر لحاظ سے ہے

اور یہ خیریت اور اَفضلیت ہر لحاظ سے ہے، اِس میں کسی چیز کو خاص نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہر لحاظ سے سب سے افضل، سب سے بہتر، سب سے اونچے درجے والا، سب سے اعلیٰ کام والا اور سب سے اعلیٰ منصب والا وہ ہے، جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

اگر صحیح معنیٰ میں ہم اس حدیث کو سمجھ لیں

سچی بات یہ ہے کہ اگر صحیح معنیٰ میں ہم اس حدیث کو سمجھ لیں گے تو ہمارے دل میں دن ورات کے چوبیں گھنٹے میں عجیب سی گدگدیاں اٹھیں گی، اور ناز اور شکر کی ایک عجیب سی کیفیت ہمارے دل میں پیدا ہوگی، اور ہمیں ہر وقت اِسی کیفیت کا استحضار رہنا چاہئے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر ہم اِس حدیث پاک کو سمجھ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جائیں گے تو کبھی کبھی تنہائی میں خوشی کے مارے مچل جایا کریں گے، اور یہ سوچا کریں گے کہ یا اللہ! آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے، آپ نے ہمیں بہت اُونچا مقام عطا کیا ہے، بہت بڑا مرتبہ دیا ہے۔

یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے

طلبہ عزیز! ذرا سوچئے! آپ کے خاندان میں بہت سے بچے ہوں گے، لیکن اُن میں سے بہت کم لوگوں کو یہ شرف حاصل ہوا ہوگا، اور بہت سے ایسے بھی ہوں گے، جو مدرسے میں آئے ہوں گے، لیکن یہاں رہ نہیں سکے، اور واپس چلے گئے، اسی طرح ان بچوں میں بہت سے ایسے بھی ہوں گے، جو طبیعت، ذہنیت، نیکی اور صلاح کے اعتبار سے ہم سے بہت اچھے ہوں گے لیکن انہیں بھی یہ شرف حاصل نہیں ہوا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے، اُس کی وجہ سے ہم پر بہت زیادہ اللہ کا شکر واجب ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت اونچے مقام والے طبقہ سے وابستہ کیا ہے، پوری کائنات میں سب سے اعلیٰ درجہ کے زمرہ اور جماعت میں ہمیں شامل کیا ہے۔

بلا شبہ یہ اللہ کی عطا اور بھیک ہے

چنانچہ جب ہمارا اس بات پر ایمان ہے تو ہم اپنا محاسبہ کریں کہ کیا ہماری کیفیت یہی ہے؟ عموماً یہ ہوتا ہے کہ اِس حدیث کو پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے کے باوجود اساتذہ، طلباء اور دین کا کام کرنے والوں میں جو ناز اور شکر کی کیفیت ہونی چاہئے، وہ نہیں ہوتی، ہاں! یہ بات تو صحیح ہے کہ تفاخر اور تکبر نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ یہ دونوں اعمال انتہائی ناپسندیدہ ہیں، اور شیطان کی اصل برائی بھی یہی تھی، اِس دنیا میں سب سے پہلا گناہ یہی تھا، اس گناہ کا مرتکب اول شیطان ہے، اس لئے ہمارے اندر اپنی ذات کے تئیں بڑائی اور تکبر نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے بلا استحقاق اور بلا اہلیت ہمیں اس شرف سے نوازا ہے، بلا شبہ یہ اللہ کی عطا اور بھیک ہے، نہ ہماری کسی کوشش کا اس میں کوئی دخل ہے، اور نہ ہماری صلاحیت کا اس میں کوئی دخل ہے۔

اکثر لوگ مدرسہ سے وابستگی کو مجبوری سمجھتے ہیں

چونکہ ہمیں اِتنا بڑا اعزاز مل گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی بڑی گدّی اور اتنا بڑا مقام عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِتنا بڑا اعزاز بھیک میں دے دیا ہے، اس لئے ہمیں اِس شرف پر اللہ کے سامنے خوب شکر گزاری کرنی چاہئے، اور ہمیں اندر سے بہت خوش ہونا چاہئے۔ مگر افسوس کہ ہمارے اندر اِس کیفیت کا عُشرِ عَشِیر بھی نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ اس کے بالکل برخلاف ہماری کیفیت ہوتی ہے، جہاں بھی میرا جانا ہوتا ہے، عام طور پر میں وہاں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مدرسہ میں پڑھنے پڑھانے والے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری مجبوری اور معذوری ہے کہ ہم ڈاکٹر نہیں بن سکے، انجینئر نہیں بن سکے، یا کوئی اور تعلیم حاصل نہیں کر سکے، یا ہمارے پاس اعلیٰ ڈگری نہیں ہے، اس لئے ہمیں سرکاری ملازمت نہیں مل سکتی، لہٰذا ہماری مجبوری ہے کہ ہم مدرسہ میں پڑھنے اور پڑھانے کا کام ہی کر سکتے ہیں، یعنی اکثر لوگ مدرسہ میں پڑھنے پڑھانے کو اپنی مجبوری سمجھتے ہیں۔

پا جا سُراغِ زندگی

اِس سلسلہ میں میں نے پہلے بھی یہ بات عرض کی تھی کہ ہمارے بزرگ اور اکابرین جو صحیح معنی میں صاحبِ ایمان ہیں، جو صحیح معنی میں قرآن و حدیث کو سمجھتے ہیں، وہ لوگ بار بار اِس کی طرف توجہ دلاتے رہے اور ہمیں خبردار کرتے رہے، ہمارے حضرت والا مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہٗ طلبہ اور اساتذہ کو اُن کے مقام اور منصب سے واقف کرانے کے لئے بہت زیادہ فکر مند رہتے تھے، اس لئے آپ جب بھی طلبہ کے سامنے خطاب کرتے تو آپ یہ باتیں ضرور ارشاد فرماتے تھے، حضرت والا کے اِنہی خطبات کا ایک مجموعہ ''پا جا سُراغِ زندگی'' کے نام سے چھپا بھی ہے۔ یقیناً ہمیں بار بار اِن مضامین کو پڑھنے اور لوگوں کے سامنے اِن مضامین کو بیان کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہماری اِس سوچ کا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

علاج ہو سکے۔

یہ ایک بہت بڑا مرض ہے

یہ ایک بہت بڑا مرض ہے، جس کی وجہ سے مسلسل دینی تعلیم و تعلم سے جڑے طبقہ کی اہمیت، وقعت اور عزت کم ہوتی جارہی ہے، اور تو اور ہمیں خود اپنی قدر و منزلت کا احساس نہیں ہے، ظاہر ہے جب ہمیں خود اپنی قدر نہیں ہے اور اپنے مقام کا احساس نہیں ہے تو دنیا والوں کو کیسے ہمارے مقام کا احساس ہوگا، اور وہ کیوں کر ہماری قدر کریں گے، جب شیر خود اپنے آپ کو بکری سمجھنے لگے تو جنگل کے دوسرے جانور اسے کیسے شیر سمجھیں گے؟

اور جب ہم اپنے مقام اور منصب کو نہیں سمجھتے تو اُس کی وجہ سے ہمارے دل میں ناز اور شکر کی کیفیت کے بجائے احساس کمتری اور مرعوبیت کی کیفیت طاری رہتی ہے، اور ہم سمجھتے ہیں کہ مدارس میں رہنا ہماری مجبوری ہے، ہم مدارس سے باہر کہیں نہیں جاسکتے، ہمارے لئے کوئی اور میدان نہیں ہے اور اِسی وجہ سے عوام الناس میں بھی ایسے لوگوں کی قدر و منزلت نہیں ہوتی، اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے مقام اور منصب کو سمجھنے اور پہچاننے کی کوشش کریں، اور چونکہ سب سے زیادہ ہمارے خود فکر و شعور میں احساس کمتری پایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو بالکل ثانوی درجے کا سمجھتے ہیں، لہٰذا ہم اس سوچ سے اپنے آپ کو نکالنے کی کوشش کریں۔

اس تعلق سے بزرگوں کی باتیں پڑھی جائیں

یہ میرا تجربہ ہے کہ اللہ کے اُن نیک بندوں کی باتیں جن کا اُن باتوں پر عمل ہوتا ہے، جو صاحب مقام ہوتے ہیں، اور جو اس درجہ میں ہوتے ہیں کہ اُن کی تھوڑی تھوڑی باتوں سے آدمی کی زندگی بدلتی ہے، جب ہم اس تعلق سے ان کی باتیں پڑھیں گے تو ان شاء اللہ! ضرور ہماری اندرونی کیفیت بدلے گی، اُنھی میں سے ہمارے حضرت والا مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہٗ کی وہ تقاریر بھی ہیں، جو ''پاجا سراغِ زندگی'' کے نام سے چھپی ہیں، بار بار اس کتاب کا مطالعہ کرنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے، لہٰذا میں آپ طلبہ سے پہلی درخواست یہ کرتا ہوں کہ آپ اِس امتحان کے بعد پہلی فرصت میں جس طرح بھی ہو سکے، اُس کتاب کو خریدیں، اور جو طلبہ اس کتاب کو خرید نہیں سکتے ہیں، میں مدرسہ والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے طلبہ کو یہ کتاب بطور ہدیہ دے دیں، اور آپ سب اِس کتاب کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی کوشش کریں، اِس کتاب کی باتوں کو اپنے ذہن میں گھولنے کی کوشش کریں اور اپنے ذہن اور شعور میں بٹھانے کی کوشش کریں، تاکہ آپ کے ذہن میں یہ بات مستحضر رہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو کس مقام اور منصب سے وابستہ کیا ہے؟

ہر عہدہ و منصب والا اپنے پروٹوکول کا خیال رکھتا ہے

جب آپ کے دل میں اپنی قدر و منزلت آجائے گی، جب آپ کے دل میں اپنے مقام کا شعور آجائے گا، تو دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی آپ کی قدر و منزلت اور آپ کے مقام کا شعور آجائے گا۔ دیکھئے! کوئی بھی عہدہ یا منصب ہو، آدمی کی سب سے پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میری زندگی، میرا کردار اور میرے اخلاق اس عہدہ اور منصب کے شایان شان بن جائیں، جب کوئی شخص افسر بنتا ہے یا کسی اور بڑے عہدے پر فائز ہوتا ہے تو وہ اپنے عہدے کی لاج رکھ کر قدم اٹھاتا ہے، سانس بھی لیتا ہے تو اپنے عہدے کی لاج رکھ کر لیتا ہے، چلتا بھی ہے تو اپنے عہدے کی لاج رکھ کر چلتا ہے، بیٹھتا بھی ہے تو اپنے عہدے کی لاج رکھ کر بیٹھتا ہے، وہ عام آدمیوں کی طرح دوڑ بھاگ نہیں کرتا، وہ عام آدمیوں کی طرح کہیں بھی نہیں بیٹھتا، وہ عوام الناس کے درمیان یوں ہی نہیں بیٹھ جاتا، بلکہ اپنے پروٹوکول کا خیال رکھتا ہے، اور اسی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر و منزلت ہوتی ہے۔

یہ چیز پوری امت کے لئے سَمِّ قاتل ہے

لیکن جب سے علماء، مدرسے والوں اور تعلیم تعلم سے وابستہ لوگوں کے دلوں سے اپنی قدر و منزلت اور وقعت ختم ہوگئی ہے، تو

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اُس کی وجہ سے صرف ہمارا اور آپ کا ہی نقصان نہیں ہوا ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان بے وقعت اور بے قدر سمجھے جانے لگے ہیں، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ دین کے ساتھ بھی ناقدری اور استخفاف کا معاملہ ہوگیا ہے۔

چنانچہ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے دل میں جو احساس کمتری پایا جاتا ہے، اپنے مقام اور منصب کے تئیں ناقدری پائی جاتی ہے، یہ ''خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ'' پر ایمان کی کمی ہے، اور اس کا اثر صرف مدرسہ میں پڑھنے پڑھانے والوں کی حد تک نہیں، بلکہ یہ پوری امت مسلمہ کے لئے آخری درجہ میں سَمِّ قاتل کی حیثیت رکھتا ہے، یہ امت کے لئے بہت بڑا زہر ہے۔

سقوط اندلس کی ایک وجہ یہ بھی ہے

آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ ایک زمانہ میں جب ''آر ایس ایس'' نے اسلام کے خلاف اپنی کوششیں شروع کی تھی، تو اُن لوگوں نے اپنے سینئر ریٹائرڈ ''آئی ایس'' آفیسروں کی ایک بڑی تعداد کو اسپین بھیجا تھا، اور ان سے کہا تھا کہ آپ وہاں جا کر معلوم کریں کہ ایک لمبے زمانہ تک جو ملک اِسلامی حکومت کے ماتحت رہ کر پوری دنیا کی قیادت کر رہا تھا، آج وہاں یہ حالات کیسے پیدا ہوئے، کہ وہاں کوئی اذان دینے والا بھی باقی نہیں رہا، یعنی وہ لوگ یہ معلوم کرنا چاہ رہے تھے کہ اِس کے پیچھے کیا وجہ کارفرما رہی؟ تو اُن آفیسروں نے واپس آنے کے بعد جو تجزیہ پیش کیا تھا، وہ یہ تھا کہ وہاں کے عیسائی لوگوں نے یہ کام کیا تھا کہ علماء سے اور دین والے طبقہ سے عوام الناس کو بدظن کر دیا تھا، اور عوام کے دلوں میں علماء اور دین کی ناقدری پیدا کر دی تھی، جس کی وجہ سے عوام الناس اس مایا اور دولت سے بھی دور ہو گئے تھے، جو علماء کے پاس تھی، یعنی دین سے دور ہو گئے تھے۔

اہل دین کی ناقدری سے دین کی ناقدری بھی پیدا ہوتی ہے

دیکھئے! آپ اگر یہ چاہتے ہیں کہ شاہین باغ کے گوشت فروشوں کا گوشت نہ بکے اور لوگ گوشت ان کا کھانا بند کر دیں، اور لوگوں کے پاس گوشت نام کی کوئی چیز نہ رہے تو اُس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ گوشت بیچنے والوں کے خلاف لوگوں کو بدظن کر دیا جائے کہ یہ لوگ مردار گوشت بیچ رہے ہیں، یا کتے کاٹ کر بیچ رہے ہیں، یا فلاں حرام جانور کا گوشت ملا کر بیچ رہے ہیں، یا کئی دن کا سڑا ہوا بیچ رہے ہیں۔ ظاہر سی بات ہے جب لوگ یہ سنیں گے تو بدظن ہو جائیں گے اور ان لوگوں سے گوشت خریدنا بند کر دیں گے، اور جب لوگ گوشت خریدنا بند کر دیں گے، تو ظاہر ہے کہ خود بھی گوشت سے محروم ہو جائیں گے۔

چنانچہ اُن لوگوں نے اسپین میں یہی طریقہ کار اختیار کیا تھا، تاکہ لوگوں کے دلوں میں دین کی ناقدری پیدا ہو جائے، اور علماء کے پاس جو مایا اور دولت ہے، جس دولت کی وجہ سے اُن کی پہچان ہے، عوام خود بخود اُس سے دور ہو جائے گی، اور ظاہر بات یہ ہے، جب آدمی اُس بازار میں جانا ہی بند کر دے گا، جہاں مال ملتا ہے، تو آدمی کے پاس بھی وہ چیز باقی نہیں رہے گی ڈاس کے پاس بھی وہ چیز ختم ہو جائے گی، لہٰذا جب اہل دین کی ناقدری پیدا ہو گی تو ساتھ ساتھ دین کی ناقدری بھی پیدا ہوگی۔

اہل مدارس کے تعلق سے عوام کے نظریات

اور اللہ کی پناہ ہم نے تو اس تعلق سے ایسے ایسے جملے سنے ہیں کہ انہیں بیان کرنے کی بھی ہمت نہیں ہے، بعض لوگوں کو ہم نے یہ کہتے ہوئے سنا، یہ مدرسے والے تو بچوں کو صرف مسجد کا لوٹا بنا کر رکھ دیتے ہیں، اور اُن کو چندے کا پیسہ کھلاتے ہیں، آج کل انگریزی کے دو لفظ جاننے والوں اور دو پیسے رکھنے والوں کا حال بھی بڑا خطرناک ہو چکا ہے، وہ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ اگر ان مدرسہ والوں کے پاس دولت ہوتی یا کوئی قابلِ قدر چیز ہوتی تو یہ دنیا اور سماج میں باعزت ہوتے، اور جب یہ ایسے ہیں تو ہم اپنی نسلوں کو ان جیسا کیوں بنائیں، اِس وجہ سے وہ لوگ دین سے ہی محروم ہو گئے ہیں۔

جاری

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

برادرانِ وطن سے ہمارا تعلق

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اُنس اور محبت کا جذبہ ودیعت فرمایا ہے، وہ محبت کرتا بھی ہے اور محبت چاہتا بھی ہے، اگر تعصب اور عناد کا نشہ اس پر چڑھا ہوا نہ ہو تو فطرت اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ محبت سے پیش آئے، اس میں خاندان زبان، علاقہ اور مذہب رکاوٹ نہیں بنتی، اگر سڑک پر کوئی حادثہ پیش آجائے اور کوئی زخمی تڑپ رہا ہو تو ہر شخص مدد کے لئے اس کی طرف بڑھتا ہے، خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، گورا ہو یا کالا، مرد ہو یا عورت، کسی زبان کا بولنے والا یا کسی مقام کا رہنے والا ہو۔ اگر کسی گھر میں آگ لگ جائے تو ہر شخص آگ بجھانے کو دوڑتا ہے، اور اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق اس میں شامل ہوتا ہے، یہ بات نہیں دیکھی جاتی کہ یہ مکان کس کا ہے، اور اس کا تعلق کس گروہ سے ہے؟ یہی اصل انسانی فطرت ہے، اگر انسان اس جذبہ سے محروم ہو جائے تو پھر انسانی سماج اور اس جنگل کے درمیان کچھ فرق باقی نہیں رہے گا، جس میں درندے رہتے ہیں۔

جیسے انسان خود محبت کرتا ہے، اسی طرح وہ اپنے لئے بھی محبت کا بھوکا ہوتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ماں باپ، بال بچے، شوہر اور بیوی، خاندان کے لوگ یہاں تک کہ سماج کے تمام لوگ اسے محبت کی نظر سے دیکھیں، بعض دفعہ انسان کا دل پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے؛ لیکن محبت کی آنچ اسے بھی موم بنا دیتی ہے، طاقت اور زور زبردستی کے ذریعہ جو بات نہیں منوائی جا سکتی تھی، محبت کے دو بول اور خوش اخلاقی کے اظہار کے ذریعہ وہ بات منوالی جاتی ہے، انسان کی یہ فطرت اسی وقت معطل ہوتی ہے، جب تعصب، تنگ نظری، غلط فہمی و بدگمانی اور پروپیگنڈہ انسان کے دل و دماغ کو نفرت کی آماجگاہ بنا دیتا ہے؛ لیکن عام طور پر انسان کے اندر یہ کیفیت وقتی طور پر پیدا ہوتی ہے، جیسے صابن میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے، اس طرح حسن اخلاق دل کے غبار کو دھو دیتا ہے۔

محبت اور حسن اخلاق تو ہر انسان کے ساتھ ضروری ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص یا گروہ آپ کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہے تو اس کے ساتھ بہتر رویہ اختیار کرنے کی زیادہ ضرورت ہے، ہندوستان میں اس وقت برادرانِ وطن کی صورت حال یہی ہے، اس ملک میں صدیوں سے مختلف قومیں آباد رہی ہیں اور انھوں نے شیر و شکر ہو کر اس ملک کی خدمت کی ہے، مختلف مسلمان خاندانوں نے کم و بیش آٹھ سو سال اس ملک پر حکومت کی ہے، ان کی فوج اور رعایا میں ہندو، مسلمان اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود تھے، اگر وہ ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے ہوتے تو کیسے اتنے وسیع ملک میں یہ حکومتیں قائم رہتیں اور امن و امان کا دور دورہ ہوتا؟ اس لئے سچائی یہی ہے کہ انگریزوں کے تسلط سے پہلے تک یہاں محبت اور بھائی چارہ کی عام فضا تھی، بدقسمتی سے بعض فرقہ پرست گروہوں کو یہ بات پسند نہیں ہے؛ اس لئے انھوں نے اس ملک کے طول و عرض میں نفرت کا بیج بونا شروع کر دیا ہے اور اب یہ زہریلا پودا دن بدن تناور ہوتا جا رہا ہے بیماری کا علاج عام طور پر اس کی ضد سے ہوتا ہے، گرمی کا اثر دور کرنے کے لئے ٹھنڈی چیز دی جاتی ہے اور ٹھنڈک سے بچاؤ کے لئے گرم چیز استعمال کی جاتی ہے، شوگر کے مریض کو کڑوی غذا دی جاتی ہے، اگر گرمی کے اثر سے بیمار ہونے والے شخص کو مزید گرم چیزیں اور ٹھنڈک کے مریض کو اور بھی ٹھنڈی چیزیں دی جائے، یا شوگر کے مریض کو اور بھی میٹھی چیزیں کھلائی جائیں تو ظاہر ہے کہ اس سے بیماری میں اضافہ تو ہوگا، بیماری دور نہیں ہو سکے گی، اسی طرح اگر نفرت کے ردعمل میں نفرت ہی کا اظہار ہو تو ہر طرف نفرت ہی کے کانٹے اُگ آئیں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

گے، محبت کے پھول کہیں باقی نہیں رہیں گے، اس لئے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس نفرت انگیز مہم کا جواب محبت اور اخلاق کے ذریعہ دیں اور اس تدبیر کے ذریعہ ماحول کو بدلنے کی کوشش کریں۔

اس سلسلہ میں روزمرہ کی چند قابل توجہ اور ضروری باتیں یہاں پیش کی جاتی ہیں :

(۱) اکثر و بیشتر آپ کے مکان و دوکان کے قریب غیر مسلم پڑوسی ہوتے ہیں، ان کے ساتھ بہتر سلوک کیجئے، اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر پڑوسیوں کے ساتھ بہتر سلوک کا حکم فرمایا ہے، (النساء:۶۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں اس قدر تلقین کرتے ہیں کہ گمان ہوتا ہے کہیں ان کو وارث نہ بنا دیا جائے، (بخاری، باب الوصاۃ بالجار، حدیث نمبر:۶۰۱۴، مسلم، باب الوصیۃ بالجار والاحسان الیہ، حدیث نمبر:۲۶۲۳)

حدیث کے شارحین نے لکھا ہے کہ اس میں مسلمان، غیر مسلم، عبادت گزار، فاسق، اجنبی، ہم وطن، نقصان پہنچانے والا فائدہ پہنچانے والا، رشتہ دار، غیر رشتہ دار، قریب کے گھر والے اور دور کے گھر والے سب شامل ہیں، (تحفۃ الاحوذی:۶/۶۲)

ایک حدیث میں ہے کہ پڑوسی تین طرح کے ہیں:

(۱) ایک: ایسا غیر مسلم پڑوسی جس سے رشتہ داری نہ ہو، اس کا ایک حق ہے۔

(۲) دوسرے: مسلمان پڑوسی، اس کے دو حقوق ہیں۔

(۳) تیسرے: مسلمان رشتہ دار پڑوسی، اس کے تین حقوق ہیں۔ (شعب الایمان، اکرام الجار، حدیث نمبر:۹۱۱۳)

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ آپ کی طرف سے مطمئن ہو، اس کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ آپ کی ذات سے اس کو نقصان پہنچے گا؛ چنانچہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوسکتا، صحابہ نے عرض کیا: کون اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کے شر سے مامون نہ ہو، (بخاری، باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہ، حدیث نمبر:۶۰۱۶، مسلم، باب بیان تحریم ایذاء الجار، حدیث نمبر:۱۷۰)

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کے یہاں کوئی اچھی چیز پکے اور غیر مسلم پڑوسی وہ کھاتا ہو، تو اس کے گھر بھیج دیا کریں، حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے یہاں ایک بکری ذبح کی گئی تو خاص طور پر اس میں سے پڑوس میں رہنے والے یہودی کو تحفہ بھیجنے کا حکم دیا، (تحفۃ الاحوذی: ۶/۶۲)

اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ آپ کے کسی عمل سے آپ کے غیر مسلم پڑوسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے؛ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے: ”من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذی جارہ“۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۶۰۱۸)

(۲) پڑوسی کی ایک خاص صورت وہ ہے، جس کو قرآن مجید میں ”صاحب بالجنب“ سے تعبیر کیا گیا ہے، اس سے ایسے لوگ مراد ہیں، جن سے تھوڑی دیر کا ساتھ ہو، جیسے سفر کا ساتھی، کلاس کا ساتھی، دفتر اور پیشے کا ساتھی وغیرہ، (مفاتیح الغیب: ۱۰/۷۷) ان کے ساتھ بھی خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے بہتر سلوک کا حکم فرمایا ہے، جن ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں قدم قدم پر غیر مسلم بھائیوں کا ساتھ ہوتا ہے، خاص کر جہاز میں، ٹرین میں، بس میں، ان مواقع پر ان کے ساتھ خوش اخلاقی کا ثبوت دیجئے، ان کا سامان اُٹھانے میں، سامان رکھنے میں، یا سامان اُتارنے میں اگر آپ کی مدد کی ضرورت ہو تو خود سے بڑھ کر مدد کرنے کی کوشش کیجئے، اگر ان کے ساتھ کوئی مریض یا بوڑھا شخص ہو، یا خاتون اور بچے ہوں اور آپ کی سیٹ ان کے لئے زیادہ موزوں ہوسکتی ہے تو ایثار سے کام لیجئے، اور خود تھوڑی سی زحمت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

برداشت کرلیجئے، چائے یا کھانے پینے کی ہلکی پھلکی چیز منگائیے تو ان کو بھی شامل ہونے کی دعوت دیجئے، ہر قیمت پر جھگڑے تکرار سے بچئے، جو بڑے ہیں ان کو ان کی عمر کے لحاظ سے چچا، نانا، خالہ اور نانی وغیرہ کے لفظ سے، جو برابر عمر کے ہیں ان کو بھائی کے لفظ سے اور جو کافی چھوٹے ہیں، ان کو ان کی عمر کے لحاظ سے مخاطب کیجئے، کسی بوڑھے آدمی کو آپ کے سہارے کی ضرورت ہو تو بڑھ کر سہارا دے دیجئے۔

آپ کا یہی سلوک ان دوستوں کے ساتھ ہونا چاہئے، جو آپ کے آفسوں کے یا کلاس کے ساتھی ہیں، یہ تھوڑا سا حسن سلوک ان کے دل پر گہرا نقش چھوڑے گا اور مسلمانوں کے بارے میں ان کے ذہن میں ایک اچھی تصویر اُبھرے گی، اور یہ بات خاص طور پر ذہن میں رکھیں کہ اگر وہ آپ کی کسی بات یا کسی عمل کو پسند کریں تو آپ بتائیں کہ یہ میری ذاتی خوبی نہیں ہے، یہ ہمارے مذہب کی تعلیم ہے، اس لئے ہم نے جو کچھ کیا ہے، اپنا فریضہ ادا کیا ہے۔

(۳) محبت کا ایک اہم ذریعہ تحائف کا لین دین بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دوسرے کو تحفہ دو، اس سے ایک دوسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے: ''تھادوا تحابوا'' (أدب المفرد، عن ابی ہریرۃ، باب قبول الھدیہ، حدیث نمبر:۵۹۴) رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کا ہدیہ قبول بھی فرمایا ہے اور ان کو ہدیہ دیا بھی ہے۔

امام محمدؒ نے لکھا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسلمان کسی حربی یا ذمی غیر مسلم کو تحفہ دے اور اس کا تحفہ قبول کرے؛ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے قحط کے موقع پر پانچ سو دینار مکہ بھیجے اور حکم دیا کہ اسے سفیان بن حرب اور صفوان بن اُمیہ کے حوالہ کیا جائے؛ تاکہ وہ اسے مکہ کے فقراء پر تقسیم کردیں اور اس لئے کہ صلہ رحمی ہر دین میں قابل تعریف ہے اور دوسرے کو تحفہ دینا مکارم اخلاق میں سے ہے۔ (ردالمحتار:۲/۳۵۲، بحوالہ سیر کبیر)

اس لئے وقتاً فوقتاً جان پہچان کے غیر مسلم بھائیوں اور دوستوں کو تحفہ پیش کرنا چاہئے، خاص کر ان مواقع پر جن میں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، جیسے: شادی، بچہ کی پیدائش، تعلیم کی تکمیل، کسی اعزاز کا حاصل ہونا وغیرہ، اسی طرح اگر خود آپ کے یہاں کوئی خوشی کی بات پیش آئے، آپ کسی اہم سفر سے واپس آئیں، یا اس طرح کا کوئی اور موقع ہو، جس میں آپ اپنے دوستوں کو تحائف دیتے ہوں تو ایسے موقع پر غیر مسلم دوست کو فراموش نہ کریں، یہ بات انشاء اللہ محبت کی تخم بونے کا ذریعہ بنے گی اور سماجی زندگی میں خوشگوار تعلقات قائم ہوسکیں گے۔

(۴) اسی طرح کا ایک عمل دعوت اور مہمان نوازی ہے، رسول اللہ ﷺ نے مہمان نوازی کی ترغیب دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ مہمان کا اکرام کرے: ''من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ'' (بخاری، عن ابی ہریرۃ، حدیث نمبر:۶۰۱۸) مہمان کی دونوں شکلیں ہوسکتی ہیں: ایک یہ کہ آپ کی دعوت کے بغیر کوئی شخص خود آپ کا مہمان بنے، دوسری شکل یہ ہے کہ آپ دعوت دے کر کسی کو اپنا مہمان بنائیں، رسول اللہ ﷺ کے یہاں غیر مسلم بھائیوں کی ضیافت کی دونوں صورتیں ملتی ہیں، آپ نے بدر کے قیدیوں کے ساتھ مہمان جیسا سلوک فرمایا، بنو نجران کے عیسائی وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور اپنا مہمان بنایا، اور بھی بہت سے غیر مسلم وقتاً فوقتاً آپ کے مہمان بنا کرتے تھے؛ بلکہ ۹ھ تو ''عام الوفود'' ہی کہلاتا ہے، جس میں غیر مسلموں کے بہت سے وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ سے تبادلۂ خیال کیا، ایمان لائے، یا معاہدات کئے، یہ سب آپ کے مہمان ہوتے تھے، ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے موقع آپ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے مکہ مکرمہ میں نکاح فرمایا، اور اہل مکہ کو دعوت دی کہ وہ ولیمہ میں شرکت کریں، یہ اور بات ہے کہ انھوں نے شرکت سے انکار کردیا۔ (فتح الباری: ۹/۲۳۸)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جیسے آپ نے غیر مسلموں کی دعوت اور ضیافت فرمائی ہے، اسی طرح آپ نے خود بھی غیر مسلموں کی دعوت قبول کی ہے، اس سلسلہ کا ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ ایک یہودی خاتون نے آپ کو مدعو کیا اور کھانے میں زہر ملا دیا، جس کا اثر مرض وفات تک آپ پر رہا، یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ نے بعض غیر مسلم قبائل سے جن شرطوں پر معاہدہ کیا، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو مسلمان اس علاقہ سے گزریں گے، وہ اس کی میزبانی کریں گے؛ کیوں کہ اس زمانہ میں آج کل کی طرح ہوٹل اور بازار موجود نہیں تھے اور عربوں کے رواج میں مقامی لوگوں کی ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ مسافروں کے لئے کھانے کا انتظام کریں۔

لہٰذا اپنی سماجی تقریبات میں غیر مسلم بھائیوں کو مدعو کیجئے، جیسے ولیمہ، عقیقہ، یا کسی خوشی کے موقع پر جب دعوت کا اہتمام کیا جائے؛ بلکہ افراد کے ساتھ ساتھ اداروں اور تنظیموں کو بھی اس کا اہتمام کرنا چاہئے، مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں، دینی مدارس اور دوسرے اداروں کو چاہئے کہ اگر کوئی دشواری نہ ہو تو اپنے جلسوں اور پروگراموں میں غیر مسلم مذہبی قائدین کو بحیثیت مقرر اور عام غیر مسلم بھائیوں کو بحیثیت سامعین مدعو کریں، اسی طرح اگر غیر مسلم احباب دعوت دیں اور اس دعوت کا تعلق سماجی تقریبات سے ہو تو اس میں شرکت کریں اور مبارکباد دیں، یہ آمد و رفت اور ملاقاتیں فاصلوں کو کم کریں گی اور خوشگوار تعلقات کا ذریعہ بنیں گی۔

(۵) ہدیہ اور تحفہ تو اظہار تعلق کے لئے دیا جاتا ہے؛ لیکن اگر کوئی چیز ثواب کی نیت سے دی جائے تو اس کو ’’صدقہ‘‘ کہتے ہیں ،صدقہ جیسے مسلمان پر کیا جاسکتا ہے، غیر مسلموں پر بھی کیا جاسکتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر صحابہ سے فرمایا کہ وہ صرف مسلمانوں ہی پر صدقہ کریں، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ غیر مسلموں کو ہدایت دینا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے اور مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ تم جو بھی خیر کے لئے خرچ کرو گے تم کو اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا: ’’وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ‘‘ (البقرۃ:۲۷۲)؛ چنانچہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام ہی مذاہب والوں پر صدقہ کیا کرو: ’’تصدقوا علی اهل الأديان‘‘ (نصب الرایہ:۳۹۸/۲)؛ چنانچہ سعید بن مسیّبؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ایک خاندان پر صدقہ فرمایا، (حوالۂ سابق)

اسی لئے اس پر تو اتفاق ہے کہ نفل صدقات غیر مسلموں کو بھی دیئے جاسکتے ہیں؛ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صدقات واجبہ بھی غیر مسلموں کو دیئے جاسکتے ہیں، صرف زکوٰۃ کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ مسلمانوں سے لی جائے اور مسلمانوں پر خرچ کی جائے۔ (تبیین الحقائق:۳۰۰/۱)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم بھائیوں کو صدقۃ الفطر دیا جاسکتا ہے، ان کو قربانی کا گوشت بھی دیا جاسکتا ہے، اگر کسی چیز کی غریبوں کے لئے نذر مانی گئی ہو تو اس کو بھی غیر مسلموں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں عملی زندگی میں اس کا خیال رکھنا چاہئے، بالخصوص قدرتی آفات، جیسے زلزلہ، سیلاب اور طوفان وغیرہ کے لئے ریلیف میں غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک رکھنا چاہئے۔ اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم بیمار ہو تو اس کی علاج میں مدد کرنا، لڑکی کی شادی میں ان کا تعاون کرنا، یتیموں، اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کے بچوں کی تعلیم میں مدد کرنا، یہ سب کارِ ثواب ہے اور ایسا نہیں ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ اگر یہ سلوک کیا جائے تو اس پر اجر حاصل نہیں ہوگا۔

ہمیں روزمرہ کی زندگی میں اسلام کی ان تمام تعلیمات کا لحاظ رکھنا چاہئے؛ تاکہ ہمارے برادرانِ وطن محسوس کریں کہ ایک مسلمان صرف اپنے لئے ہی نہیں سوچتا ہے؛ بلکہ وہ پوری انسانیت کے لئے سوچتا ہے، اور سب کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہے۔

÷ ☆ ÷

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

امام الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

کی تصانیف و مؤلفات، فتاویٰ، رسائل، مکتوبات اور مجموعۂ کلام

زیرِ قلم تالیف: امام الہند، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

احوال، خدمات، کارنامے، تصانیف و متعلقات اور تلامذہ کا ایک باب

قسط : 10

حضرت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی

طباعتیں: تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ صاحب کی پہلی تصنیف ہے، جو شاہ صاحب کی حیات میں چھپی اور تصنیف کے صرف بارہ سال بعد، کلکتہ سے شائع ہوگئی تھی، اس وقت سے اس کی طباعتیں اور ترجموں کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، وہ تقریباً ڈیڑھ سو سال تک جاری رہا، تحفہ کی دلی، لکھنؤ، کانپور، کلکتہ وغیرہ کی دسیوں طباعتیں میری نظر سے گذری ہیں، مگر میری ناچیز معلومات میں ان میں اعلیٰ درجہ کی اور مفید ترین طباعت، مطبع فخر المطابع دہلی (۷۹) کی طباعت ہے، جو ۱۲۶۹ھ [۵۳-۱۸۵۲ء] کی ہے، اس کے حاشیوں پر حضرت مصنف کی اطلاعات کے مآخذ کے حوالے اور مزید مؤید عبارتیں و تصریحات درج ہیں، جو اس کی افادیت کو دو چند کرتی ہیں، لیکن فخر المطابع کے نسخہ کو کسی اور نے بھی چھاپا ہو، اس کا مجھے علم نہیں۔

اردو ترجمے

تحفہ کے اردو میں چار ترجمے ہوئے ہیں:

(۱) پہلا ترجمہ تحفۂ حسن از سرسید احمد خاں

سب سے پہلا مگر جزوی ترجمہ، سرسید احمد کی یادگار ہے۔ سرسید احمد نے تحفہ کے دسویں اور بارہویں باب کا اردو ترجمہ، تحفۂ حسن کے نام سے، اپنے استاد اور مربی، مولانا نور الحسن کاندھلوی [وفات: ۱۲۸۵ھ] کی مدد سے کیا تھا اور ان ہی کے نام سے نسبت کرتے ہوئے اس کا نام تحفۂ حسن رکھا تھا، سرسید احمد نے لکھا ہے:

”جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ لکھا ہے، اس سے تحفہ کی کوئی کتاب نہیں ہوسکتی اور بن نہیں آتی، اس واسطے میں نے اس کتاب کے دسویں باب سے، مطاعن حضرت ابوبکر صدیقؓ کا، جو خلیفۂ اول ہیں، صاف اردو زبان میں ترجمہ کیا، کہ چھوٹے سے بڑے تک اور جاہل سے عالم تک کو، فائدہ پہنچے اور شیعوں کی اوچھی اوچھی باتیں، سب کو معلوم رہیں اور اس ترجمہ کا نام تحفۂ حسن رکھا“۔ (۸۰)

سرسید کی شائع کی ہوئی پہلی طباعت کے علاوہ، تحفۂ حسن کی کسی اور مستقل طباعت کا مجھے علم نہیں، لیکن تحفۂ حسن، تصانیف احمدیہ اور مقالات سرسید میں شامل ہے۔

(۲) معروف ترین ترجمہ، ہدیہ مجیدیہ

تحفہ کے اردو ترجموں میں، سب سے زیادہ اشاعت و شہرت ہدیہ مجیدیہ کی ہوئی، ہدیہ مجیدیہ، مولوی عبدالمجید خلف عبدالرحیم خاں، پیلی بھیت کی یادگار ہے، جو انہوں نے لطف اللہ خاں صاحب کی فرمائش پر کیا تھا۔ یہ ترجمہ ۱۳۰۷ھ میں ہوا تھا، بار بار شائع ہوتا رہا، پیش نظر اشاعت، مطبع مصطفائی لکھنؤ کی ۱۳۱۱ھ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

[۹۴-۱۸۹۳ء] کی ہے، دونوں حصے ایک جلد میں ہیں، حصہ اول ۴۶۸ صفحات پر مشتمل ہے، حصہ دوم کے ۳۲۸ صفحات ہیں۔

(۳) آئینہ مذاہب امامیہ

ایک اور ترجمہ، آئینہ مذاہب امامیہ ہے، جو مطبع رفیق عام لاہور سے، الٰہی بخش نے چھپوایا تھا، یہ ترجمہ اگرچہ زبان کے اعتبار سے پہلے ترجمہ سے کچھ بہتر ہے، مگر اس پر مترجم کا نام ہے، نہ سنہ طباعت درج ہے، کل ۵۹۲ صفحات ہیں۔ (۸۱)

(۴) چوتھا ترجمہ

ایک اور ترجمہ، مولانا سعادت حسن خاں یوسفی کا ہے، جو سب سے پہلے نور محمد کارخانۂ تجارت کتب، کراچی نے شائع کیا تھا اس کے عکس ہندوستانی اداروں سے بھی چھپے۔

منہیہ یا تکملہ تحفہ اثنا عشریہ

جب تحفہ اثنا عشریہ کے نسخے عام ہوئے، تو اس سلسلہ میں بہت سے سوالات بھی شروع ہوئے اور یہ بات سامنے آئی کہ بعض بحثیں تشنہ تکمیل ہیں، ان پر مزید توجہ کی ضرورت ہے، اس لئے حضرت شاہ صاحب نے اس موضوع پر دوبارہ توجہ فرمائی اور جو مضامین ومباحث ناتمام رہ گئے تھے، ان پر بھی ایک تالیف وجود میں آئی، جس کو منہیہ [یا تکملہ تحفہ اثنا عشریہ] کے نام سے موسوم کیا گیا، لیکن اس منہیہ یا تکملہ کی ویسی شہرت نہیں ہوئی، جیسی تحفہ اثنا عشریہ کی ہوئی تھی، نہ اس کی اس قدر نقلیں کی گئیں اور نہ یہ اس قدر چھپی، یہ منہیہ ایک دو اشاعتوں کے آخر میں شامل ہے اور اس کے خطی نسخے بھی کم دستیاب ہیں ایک نسخہ جو خواجہ عبداللہ مخدوم الاعظمی کے قلم سے، ایک سو سترّ صفحات پر مشتمل ہے، رضا لائبریری رامپور میں محفوظ ہے۔ (۸۲) دو تین نسخے اور بھی معلوم ہیں۔

السر الجليل في مسئلة التفضيل، عزيز الإقتباس في فضائل أخيار الناس اور وسيلة النجات، تینوں رسائل بھی تحفہ سے متعلق مباحث پر مشتمل اور گویا تحفہ کا تکملہ ہیں، یہ فتاویٰ عزیزیہ میں بھی چھپے ہیں اور علیحدہ بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔

عربی ترجمے

تحفہ اثنا عشریہ طباعت سے پہلے ہی مقبول عام ہو گئی تھی، اور پورے ملک میں پڑھی جا رہی تھی، جنوب کے لوگوں نے بھی اس سے استفادہ کی ضرورت محسوس کی اور اس سے کامل استفادہ کے لئے، اس کا عربی ترجمہ ضروری سمجھا، اس خیال سے جنوب کے دو علماء نے تحفہ کے عربی میں ترجمے کئے۔

پہلا ترجمہ

تحفۂ اثنا عشریہ کا ایک عربی ترجمہ، مولانا غلام محمد، سعید اسلمی مدراسی [وفات: ۱۲۷۲ھ] نے ۱۲۲۷ھ میں کیا تھا، جس کا نام: الترجمة العبقرية و الصلوٰة الحيدرية ہے۔

اس کا ایک نسخہ جو خط نستعلیق میں، ۲۴۶ اوراق پر مشتمل، فضل الرحمٰن ملانوی کے قلم سے ہے، رجب ۱۲۳۷ھ [۱۸۲۱ء] کا لکھا ہوا، ٹونک میں ہے۔ (۸۳)

مولانا سعید اسلمی کے ترجمہ کے دو خطی نسخے، علامۂ عراق، شیخ محمود شکری آلوسی کو ملے تھے، انہوں نے ۱۳۰۱ھ میں ان کا مقابلہ کیا اور اس کا ایک عمدہ خلاصہ مرتب فرمایا، علامہ شکری، اگرچہ مولانا سعید اسلمی مدراسی ترجمہ کی عجمیت اور کثیر الخطاء ہونے کے شاکی ہیں، پھر بھی انہوں نے اس پر توجہ فرمائی۔ علامہ شکری آلوسی کی کوشش سے یہ نسخہ، مطبع مجتبائیہ (۸۴) بمبئی سے ۱۳۱۵ھ میں چھپا تھا، مگر اغلاط سے پُر تھا، دوبارہ علامہ فاضل، شیخ محبّ الدین خطیب نے اس کی تصحیح اور مکمل نظر ثانی فرمائی، یہ کام ۱۳۷۳ھ میں مکمل ہوا تھا۔ یہ نسخہ علامہ محبّ الدین خطیب کی تصحیح سے، قاہرہ کے مکتبہ سلفیہ سے ۱۳۷۳ھ میں چھپا تھا، یہ طباعت ۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے ، اور اس طباعت کی نقول (Re-Prints) مختلف اداروں سے شائع ہوئیں، جس میں ترکی کا خیراتی ادارہ، حلمی ایشیق، استنبول بھی شامل ہے۔

دوسرا عربی ترجمہ

دوسرا عربی ترجمہ، علامہ شاہ عبداللطیف نقوی ویلوری

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

[قطب ویلور] وفات: ۱۲۸۹ھ [۱۸۷۲ء] نے کیا تھا، یہ ترجمہ مکہ مکرمہ کے قیام میں ۶۲-۱۲۶۰ھ کے درمیان کیا گیا۔

(۲)

چند نادر رسائل و مؤلفات کے خطی نسخے

(۱۱) ردجاہلین

فقہی مسائل اور اعتقادات پر مشتمل، حضرت شاہ صاحب کے ارشادات کا ایک مجموعہ، جو سردار علی کے قلم سے، ذی قعدہ ۱۲۵۹ھ [دسمبر ۱۸۴۳ء] کا مکتوبہ ہے۔ ذخیرۂ پروفیسر حافظ محمود خاں شیرانی [پنجاب یونیورسٹی] لاہور میں موجود ہے۔(۸۵)

(۱۲) مجموعۃ الفتاویٰ

الف: حضرت شاہ عبدالعزیز اور شاہ محمد اسماعیل شہید وغیرہم کے فتاویٰ کا مجموعہ، مکتوبہ: ۱۲۵۹ھ [۱۸۴۳ء] فارسی میں ٹونک میں ہے۔(۸۶)

ب: مجموعہ فتاویٰ شاہ عبدالعزیز و مولانا حیدر علی وغیرہ، یہ نسخہ ۱۸۹۔ ورق پر مشتمل ہے، مکتوبہ: ۱۲۷۵ھ [۱۸۵۸ء] کاتب کا نام درج نہیں۔

ج: ایک نسخہ علی گڈھ میں بھی ہے، خط نستعلیق اور زبان فارسی ہے، ایک سو پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔(۸۷)

(۱۳) کرامات الاولیاء

شاہ عبدالعزیز کے مرید شاہ قادر بخش لاہوری کے قلم سے، فارسی میں، رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔

(۱۴) میزان البلاغۃ [عربی]

مکتوبہ ۱۲۱۴ھ [۱۸۰۰-۱۷۹۹ء] بقلم حضرت شاہ محمد اسحاق، مولانا زید ابوالحسن دہلی کے ذخیرۂ مخطوطات میں ہے۔

(۱۵) وسیلۃ النجات

اہل سنت کے عقائد کی حقیقت میں دلائل پر مشتمل رسالہ، جو چھبیس اوراق پر ہے، محمد علی پھلتی کے قلم سے عمدہ تحریر میں ہے، مکتوبہ: ۱۲۸۶ھ [۱۸۶۹ء] آخر میں محمد علی کی مہر ثبت ہے، جس پر ۱۲۸۷ھ [۱۸۷۰ء] کندہ ہے۔

یہ نسخہ ہمارے ذاتی ذخیرہ میں محفوظ ہے۔ اس کا ایک نسخہ جو غالباً، ۱۲۵۹ھ [۱۸۴۳ء] کا مکتوبہ ہے، کتب خانہ مدرسہ محمدیہ جامع مسجد بمبئی میں بھی ہے۔

(۱۶) رسالہ دررد اعتراضات بر کلام مجدد

رضا لائبریری رامپور میں ہے،(۸۸) کل ۱۲/اوراق ہیں،

(۱۷) ملفوظات عزیزیہ

رضا لائبریری، رام پور میں ہے۔(۸۹)

ب: معروف و مطبوعہ مجموعۂ ملفوظات شاہ عبدالعزیز

حضرت شاہ صاحب کے ایک متوسل، قاضی بشیر الدین احمد میرٹھی کے دادا صاحب کا مؤلفہ و مرتبہ ہے، جو ۱۲۳۳ھ [۱۸۱۸ء] میں قلم بند کیا گیا تھا۔ اس کا ایک خطی نسخہ اٹاوہ میوزیم میں تھا۔(۹۰) اٹاوہ میوزیم کے سرمایہ کے ساتھ، یہ نسخہ بھی مولانا آزاد لائبریری علی گڈھ منتقل ہوگیا تھا، تفصیلات اپنے موقع پر آرہی ہیں

(۱۸) رسالہ فی شرح قول الشیخ الرئیس

شیخ قادر بخش کے قلم سے رضا لائبریری رامپور میں ہے(۹۱)

(۱۹) رسالہ تحفۃ المسلمین

۱۲۷۰ھ [۵۴-۱۸۵۳ء] کا مکتوبہ، مناظرہ کے موضوع پر صولت پبلک لائبریری رام پور میں ہے۔

(۲۰) رسالہ فی ردالرسالۃ فی کلمات التوحید

شیخ عبدالرحمان موحد لکھنوی کے رسالہ کی تردید میں، عربی میں ہے، مولانا عبدالحی حسنی نے اس کا نزہۃ الخواطر میں تذکرہ کیا ہے،(۹۲) اس کا ایک نسخہ، خدا بخش لائبریری پٹنہ میں محفوظ ہے۔

(۲۱) الروضة الأنيقة في بيان الشريعة والحقيقة

خدابخش لائبریری پٹنہ میں ہے۔

(۲۲) رسالہ حلت

آصفیہ لائبریری میں ہے۔ ایک نسخہ خدابخش لائبریری پٹنہ میں بھی ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(۲۳) رسالہ ارکان حج [مترجم]

نہایت خوشخط نسخہ ہے، فی صفحہ دس سطور ہیں، کل ۳۳/اوراق پر مشتمل ہے، بھوپال کی سنٹرل لائبریری میں ہے۔

بیگم بھوپال نے اردو میں اس کا ترجمہ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی، دہلوی سے کرایا تھا، جس کا نام ارکان حج ہے، یہ ترجمہ مطبع سکندری بھوپال سے ۱۲۷۸ھ [۱۸۶۲ء] میں چھپا تھا۔ (۹۳)

(۲۴) مجموعۂ فتاویٰ

اس میں حضرت شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور مولانا عبدالحی کے فتاویٰ ہیں، جامعہ ہمدرد دہلی کی لائبریری میں ہے۔

(۲۵) ذکر حملۃ العرش

عربی میں ہے، شائع بھی ہو چکا ہے، خطی نسخہ، مظاہر علوم [قدیم] سہارنپور میں ہے۔

(۲۶) بیاض حضرت شاہ عبدالعزیز

بھوپال کے قیام کے زمانہ میں مولانا عبدالقیوم بڈھانوی کے ذخیرہ میں تھی، جو مولانا محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری نے دیکھی تھی۔ (۹۴) ایک اور بیاض جو شیخ احمد ابوالخیر مکی نے پھلت [مظفرنگر] میں دیکھی تھی، اب دونوں کا کچھ پتہ نشان موجود نہیں۔

(۲۷) رقعات عزیزی

حضرت شاہ صاحب کے فارسی مکتوبات کا مجموعہ ہے، راقم سطور نے مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد، مظفرنگر یوپی کے کتب خانہ میں دیکھا تھا۔

(۲۸) سنگیت شاستر

موسیقی کے موضوع پر، کندن لال اشکی کے قلم سے، رضا لائبریری میں محفوظ ہے، شائع بھی ہو چکی ہے۔ (۹۵)

(۲۹) رسالہ فی العقائد

صرف دو روق ہیں، خطی نسخہ ٹونک میں محفوظ ہے۔ (۹۶) شائع ہو چکا ہے۔

(۳۰) جوابات سوالات عشرہ شاہ بخارا (۹۷)

(۳۱) اجوبہ و تحقیق رسائل متعددہ

مکتوبہ ۱۲۵۹ھ [۱۸۴۳ء] ۲۶/اوراق پر مشتمل ہے (۹۸) ٹونک میں ہے۔

(۳۲) شرح بدیع المیزان [رسالہ نفائس ارتضائیہ]

عبدالقادر آتوری کے قلم سے ۱۲۴۲ھ [۱۸۲۷ء] کا مکتوبہ ہے اس کے ایک نسخہ کا، مولانا ڈاکٹر راہی فدائی صاحب بنگلور نے، اپنے مضمون میں تذکرہ کیا ہے، ایک اور نسخہ، راقم سطور کے مرحوم ساتھی اور دوست، مولانا حبیب اللہ قربان صاحب چمپارنی، مقیم و دفین مدینہ طیبہ نے، دہلی کے کتب خانہ انجمن ترقی دہلی سے خریدا تھا، یہ نسخہ بھی مولانا عبدالقادر آتوری کے قلم سے اسی سن ۱۲۴۲ھ [۱۸۲۷ء] کا لکھا ہوا تھا، یہ نسخہ مولانا حبیب اللہ صاحب کے ذاتی ذخیرہ میں موجود ہوگا۔

(۳۳) رسالہ تحکیم

کتب خانہ مدرسہ محمدیہ جامع مسجد، بمبئی میں ہے۔

(۳۴) رسالہ عقائد

عقیدہ کے موضوع پر حضرت شاہ ولی اللہ کی تالیف حسن العقیدہ کے طرز پر، مختصر مگر جامع رسالہ ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز کی بھی اسی طرح کی ایک مختصر مگر جامع تالیف ہے، یہ رسالہ نسبتاً گمنام رہا، اگرچہ عقائد کی بڑی، فنی اصولی کتابوں کے ساتھ شامل ہوکر، تین چار مرتبہ چھپا بھی ہے، مگر اس کا عموماً تذکرہ نہیں ملتا۔

.............حواشی.............

(۷۹) فخر المطابع کی اشاعت اور اس کے بعد کی متعدد طباعتیں، ہمارے ذخیرہ میں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔ مطبع فخر المطابع، حافظ نیاز احمد کیرانوی کا پریس تھا، جس کے وارث ان کے فرزند حافظ عبداللہ ہوئے۔ حافظ نیاز احمد کیرانہ کے رہنے والے تھے اور شمالی ہندوستان، خصوصاً دہلی میں قائم سب سے پہلے سلطان المطابع کے مہتمم و نگراں تھے، مطبع سلطان المطابع بہادر شاہ ظفر کی ہدایت پر لال قلعہ دہلی میں قائم کیا گیا تھا اور مغل خاندان کے کیرانہ [ضلع شاملی، مظفرنگر یوپی] سے، مختلف روابط کی وجہ سے، حافظ نیاز احمد کیرانوی کو اس کا منتظم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

وہتمم بنایا گیا تھا، بعد میں حافظ نیاز احمد صاحب نے فخر المطابع کے نام سے، اپنا پریس شہر میں کھول لیا تھا، جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ تک جاری رہا۔ ان دونوں مطابع کی متعدد مطبوعات ہمارے ذخیرہ میں موجود ہیں۔

(۸۰) تحفۂ حسن سرسید احمد اور حالی کی صراحت کے مطابق ۱۲۶۰ھ [۱۸۴۴ء] میں چھپا تھا، تحفۂ حسن سرسید احمد کے مجموعۂ تصانیف، تصانیف احمدیہ میں شامل ہے، جس کو خود سرسید نے مرتب کیا تھا جو علی گڈھ سے ۱۳۱۳ھ میں چھپی تھی، ص:۲-۷۴ اور تحفۂ حسن مقالات سرسید، شیخ اسماعیل پانی پتی میں بھی شامل ہے۔ص:۸۵-۷،ص:۷۸۷ طبع اول لاہور:۱۹۶۵ء]

(۸۱) شیعیت کے رد میں حضرت شاہ ولی اللہ کی تصانیف اور شاہ عبدالعزیز کی تحفہ اثنا عشریہ نے، برصغیر ہند کی علمی، دینی دنیا میں ہلچل مچادی تھی، خصوصاً تحفہ نے یہاں کے دینی، مذہبی ماحول کو بے حد متاثر کیا، شیعیت کے جو اثرات بڑھتے جارہے تھے، ان پر مضبوط بندھ لگا، لاکھوں لوگوں کو اس کے ذریعہ سے ہدایت نصیب ہوئی اور وہ صحیح عقائد پر مستقیم ہوگئے۔ ظاہر ہے کہ اس پرزور کتاب کا، شیعہ دنیا میں سخت رد عمل ہوا، شیعہ علماء نے اس کے جواب میں بہت کوشش اور جدوجہد کی، دسیوں چھوٹی بڑی کتابیں تحفہ کی تردید میں وجود میں آئیں، مگر اس بڑی کوشش اور ہزاروں صفحات کی تصنیف اور اشاعت کے باوجود، تحفہ کے اثرات میں کمی نہیں آئی، اور اس کے دلائل کا صحیح جواب کسی سے نہ بن پڑا، اسی لئے آج تک اہل تشیع میں تحفہ سے ناگواری عام ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کردینا چاہئے، کہ مشہور شیعہ فاضل، اطہر عباس رضوی صاحب نے، حضرت شاہ عبدالعزیز پر اپنی انگریزی کتاب:

"SHAH ABD-AL-AZIZ PURITANISM,SECTARIAN, POLEMICS, AND JIHAD"

میں ص:۳۵۷ سے ص:۴۲۷ تک [سہیل اکیڈمی لاہور:۲۰۰۴ء] تحفہ پر بحث کی ہے اور اس کے جو جوابات لکھے گئے ہیں، ان سب کا تعارف کرایا ہے۔

(۸۲) فہرست نسخہائے خطی فارسی کتاب خانہ رضا رامپور ص:۹۳، جلد اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

(۸۳) تعارف کے لئے دیکھئے: خزینۃ المخطوطات [وضاحتی فہرست ٹونک] ص:۶۰-۱۷۱، جلد سوم، ٹونک ۱۹۸۴ء

(۸۴) علامہ شکری آلوسی کے مرتبہ نسخہ میں اسی طرح مطبع مجتبائیہ لکھا ہوا ہے، مگر مجھے اس کی صحت میں شبہ ہے، اس لئے کہ بمبئی میں اس نام کا کوئی مطبع نہیں تھا، اگر مطبع کا نام صحیح ہے، تو یہ دہلی کا مطبع ہوگا، یہ بھی ممکن ہے کہ نام کچھ اور ہو، جو طباعت میں غلط ہوگیا ہو۔

(۸۵) فہرست مخطوطات شیرانی، ڈاکٹر بشیر حسین ص:۲۸۳، جلد دوم، طبع اول جون:۱۹۶۹ء، لاہور

(۸۶) خزینۃ المخطوطات [ٹونک] مرتبہ مولانا محمد عمران خاں، ص:۲۶۹، جلد:۴، طبع اول:۹۹-۱۹۹۸ء

(۸۷) فہرست میکروفلم نسخہائے خطی فارسی و عربی علی گڈھ، ص:۷-۴۸۷۔ جلد اول [دہلی:۲۰۰۰ء]

(۸۸) فہرست نسخہائے خطی فارسی کتاب خانہ رضا رامپور، ص:۳۰۴، جلد اول:۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، لاہور

(۸۹) فہرست نسخہائے خطی فارسی کتاب خانہ رضا رامپور ص:۳۰۸، جلد اول:۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، لاہور

(۹۰) جواہر وزواہر [فہرست مخطوطات اٹاوہ میوزیم] ص:۹۵، مرتبہ: ابرار حسین فاروقی، ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء۔ اٹاوہ، یوپی

(۹۱) فہرست نسخہائے خطی فارسی کتاب خانہ رضا رامپور، ص:۳۶۴، جلد اول:۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، لاہور

(۹۲) نزہۃ الخواطر ص:۲۵۵، جلد:۷ [۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء]

(۹۳) اردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ، ڈاکٹر سلیم حامد، طبع اول بھوپال ۱۹۶۵ء

(۹۴) سیر دہلی، مولانا شاہ محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری ص:۷۵ [ریاض ہند، آگرہ]

(۹۵) فہرست نسخہائے خطی فارسی کتاب خانہ رضا رامپور، ص:۳۶۰، جلد اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، رامپور

(۹۶) خزینۃ المخطوطات مولانا عمران خاں ندوی [وضاحتی فہرست ٹونک] ص:۱۸۴ جلد سوم، طبع اول ۱۹۸۴ء

(۹۷) خزینۃ المخطوطات مولانا عمران خاں ندوی ص:۲۵۱، جلد:۴ ایک اور نسخہ مکتوبہ ۱۲۶۷ھ، ص:۲۹۲، جلد:۴ [طبع اول ۹۹-۱۹۹۸ء] پر درج ہے۔

(۹۸) خزینۃ المخطوطات [ٹونک] ص:۲۵۴، جلد:۴ [طبع اول: ۹۹-۱۹۹۸ء]

[جاری......]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

محرّم الحرام

نئے ہجری سال کا آغاز

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے یعنی محرم الحرام سے ہجری سال کا آغاز اور ذی الحجہ پر ہجری سال کا اختتام ہوتا ہے۔ نیز محرم الحرام ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے۔ اس ماہ کو حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دیا ہے۔ یوں تو سارے ہی دن اور مہینے اللہ تعالیٰ کے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنے سے اس کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

ماہ محرم کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس مہینے کا روزہ رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک صاحب نے آکر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! رمضان کے مہینہ کے بعد کس مہینے کے روزے رکھنے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر رمضان کے مہینہ کے بعد تم کو روزہ رکھنا ہو تو محرم کا روزہ رکھو اس لئے کہ یہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس میں ایک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی اور دوسرے لوگوں کی توبہ بھی قبول فرمائیں گے۔ (ترمذی) جس قوم کی توبہ قبول ہوئی وہ قوم بنی اسرائیل ہے جیسا کہ اس کی وضاحت حدیث میں ہے کہ عاشورہ کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دی تھی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی سال کی ابتدا ماہ محرم الحرام سے ہی کیوں کی گئی؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ کی طرف ماہِ ربیع الاول میں ہوئی تھی؟ جواب سے پہلے چند ایسے امور ملاحظہ فرمائیں جن کے متعلق تقریباً تمام مؤرخین متفق ہیں:

۱) ہجری سال کا استعمال نبی اکرم ﷺ کے عہد میں نہیں تھا، بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں صحابہ کرام کے مشورے کے بعد ۱۷ ہجری میں شروع ہوا۔

۲) ہجری سال کے کیلنڈر کا افتتاح اگرچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا تھا، مگر تمام بارہ اسلامی مہینوں کے نام اور ان کی ترتیب نہ صرف نبی اکرم ﷺ کے زمانے، بلکہ عرصہ دراز سے چلی آرہی تھی اور ان بارہ مہینوں میں سے حرمت والے چار مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب) کی تحدید بھی زمانہ قدیم سے چلی آرہی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے: مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ (سورۃ التوبہ ۳۶)

۳) اسلامی کیلنڈر (ہجری) کے افتتاح سے قبل عربوں میں مختلف واقعات سے سال کو موسوم کیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے عربوں میں مختلف کیلنڈر رائج تھے اور ہر کیلنڈر کی ابتدا محرم الحرام سے ہی ہوتی تھی۔

اب جواب عرض ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب ایک نئے اسلامی کیلنڈر کو شروع کرنے کی بات آئی تو صحابہ کرام نے اسلامی کیلنڈر کی ابتدا کو نبی اکرم ﷺ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کی ولادت یا نبوت یا ہجرتِ مدینہ سے شروع کرنے کے مختلف مشورے دئے۔ آخر میں صحابہ کرام کے مشورہ سے ہجرتِ مدینہ منورہ کے سال کو بنیاد بنا کر ایک نئے اسلامی کیلنڈر کا آغاز کیا گیا یعنی ہجرت مدینہ منورہ سے پہلے تمام سالوں کو زیرو (Zero) کر دیا گیا اور ہجرتِ مدینہ منورہ کے سال کو پہلا سال تسلیم کر لیا گیا، رہی مہینوں کی ترتیب تو وہ عربوں میں رائج مختلف کیلنڈر کے مطابق رکھی گئی یعنی محرم الحرام سے سال کی ابتدا۔ غرض یہ ہے کہ عربوں میں محرم الحرام کا مہینہ قدیم زمانے سے سال کا پہلا ہی مہینہ رہتا تھا، لہٰذا اسلامی سال کو شروع کرتے وقت اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی، اس طرح ہجرت مدینہ سے نیا اسلامی کیلنڈر تو شروع ہو گیا، مگر مہینوں کی ترتیب میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

سورج کے نظام سے عیسوی کیلنڈر میں ۳۶۵ یا ۳۶۶ دن ہوتے ہیں، جبکہ ہجری کیلنڈر میں ۳۵۴ دن ہوتے ہیں، ہر کیلنڈر میں ۱۲ ہی مہینے ہوتے ہیں۔ ہجری کیلنڈر میں مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے، جبکہ عیسوی کیلنڈر میں سات مہینے ۳۱ دن کے، چار ماہ ۳۰ دن اور ایک ماہ ۲۸ یا ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔

سورج اور چاند دونوں کا نظام اللہ ہی نے بنایا ہے، شریعت اسلامیہ میں متعدد عبادتیں ہجری کیلنڈر سے مربوط ہیں۔ دونوں کیلنڈر میں ۱۰ یا ۱۱ روز کا فرق ہونے کی وجہ سے بعض مخصوص عبادتوں کا وقت ایک موسم سے دوسرے موسم میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یہ موسموں کی تبدیلی بھی اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ موسم کیسے تبدیل ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس پر غور و خوض کرنے کی دعوت دینی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ یہ صرف اور صرف اللہ کا حکم ہے جس نے متعدد موسم بنائے اور ہر موسم میں موسم کے اعتبار سے متعدد چیزیں بنائیں، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے باری باری آنے جانے میں اُن عقل والوں کے بڑی نشانیاں ہیں، جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں، (اور انہیں دیکھ کر بول اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار! آپ نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا، آپ (ایسے فضول کام سے) پاک ہیں۔ پس دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔ (سورۃ آل عمران ۱۹۰ و ۱۹۱)

ہم نئے ہجری سال کی آمد پر عزم مصمم کریں کہ زندگی کے جتنے ایام باقی بچے ہیں ان شاء اللہ اپنے مولا کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ابھی ہم بقید حیات ہیں اور موت کا فرشتہ ہماری جان نکالنے کے لئے کب آ جائے، معلوم نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پانچ امور سے قبل پانچ امور سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بڑھاپا آنے سے قبل جوانی سے۔ مرنے سے قبل زندگی سے۔ کام آنے سے قبل خالی وقت سے۔ غربت آنے سے قبل مال سے۔ بیماری سے قبل صحت سے۔ (مستدرک الحاکم و مصنف بن ابی شیبہ)

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کسی انسان کا قدم اللہ تعالیٰ کے سامنے سے ہٹ نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ مذکورہ سوالات کا جواب دیدے: زندگی کہاں گزاری؟ جوانی کہاں لگائی؟ مال کہاں سے کمایا؟ یعنی حصول مال کے اسباب حلال تھے یا حرام۔ مال کہاں خرچ کیا؟ یعنی مال سے متعلق اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کئے یا نہیں۔ علم پر کتنا عمل کیا؟ میرے عزیز بھائیو! ہمیں اپنی زندگی کا حساب اپنے خالق و مالک و رازق کو دینا ہے جو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، جو پوری کائنات کا پیدا کرنے والا اور پوری دنیا کے نظام کو تن تنہا چلا رہا ہے۔

ہمیں گزشتہ ۳۵۴ دن کے چند اچھے دن اور کچھ تکلیف دہ لمحات یاد رہ گئے ہیں باقی ہم نے ۳۵۴ دن اس طرح بھلا دئے کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ غرضیکہ ہماری قیمتی زندگی کے ۳۵۴ دن ایسے ہو گئے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ حالانکہ ہمیں ہجری سال کے اختتام پر یہ محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہمارے نامہ اعمال میں کتنی نیکیاں اور کتنی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

برائیاں لکھی گئیں۔ کیا ہم نے امسال اپنے نامہ اعمال میں ایسے نیک اعمال درج کرائے کہ کل قیامت کے دن ان کو دیکھ کر ہم خوش ہوں اور جو ہمارے لئے دنیا و آخرت میں نفع بخش بنیں؟ یا ہماری غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ایسے اعمال ہمارے نامہ اعمال میں درج ہوگئے جو ہماری دنیا و آخرت کی ناکامی کا ذریعہ بنیں گے؟ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ امسال اللہ کی اطاعت میں بڑھوتری ہوئی یا کمی آئی؟ ہماری نمازیں، روزے اور صدقات وغیرہ صحیح طریقہ سے ادا ہوئے یا نہیں؟ ہماری نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوئیں یا پھر وہی طریقہ باقی رہا جو بچپن سے جاری ہے؟ روزوں کی وجہ سے ہمارے اندر اللہ کا خوف پیدا ہوا یا صرف صبح سے شام تک بھوکا رہنا؟ ہم نے یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھا یا نہیں؟ ہمارے معاملات میں تبدیلی آئی یا نہیں؟ ہمارے اخلاق نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کا نمونہ بنے یا نہیں؟ جو علم ہم نے حاصل کیا تھا وہ دوسروں کو پہنچایا یا نہیں؟ ہم نے اپنے بچوں کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی میں کامیابی کے لئے کچھ اقدامات بھی کئے یا صرف ان کی دنیاوی تعلیم اور ان کو دنیاوی سہولیات فراہم کرنے کی ہی فکر کرتے رہے؟ ہم نے امسال انسانوں کو ایذائیں پہنچائیں یا ان کی راحت رسانی کے انتظام کئے؟ ہم نے یتیموں اور بیواؤں کی مدد بھی کی یا صرف تماشہ دیکھتے رہے؟ ہم نے قرآن کریم کے ہمارے اوپر جو حقوق ہیں وہ ادا بھی کئے یا نہیں؟ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی یا نافرمانی؟ ہمارے پڑوسی ہماری تکلیفوں سے محفوظ رہے یا نہیں؟ ہم نے والدین، پڑوسی اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کئے یا نہیں؟

رازِ حیات پوچھ لے، خضر خجستہ گام سے

صدقہ، عاجزی اور رحم دلی

جناب جاوید چوہدری

مجھے چند دن قبل ایک دوست نے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک انتہائی خوبصورت قول ایس ایم ایس کیا' مجھے جب سے یہ قول موصول ہوا' میں اس وقت سے سرشاری کے عالم میں ہوں اور میں جھولی پھیلا کر شاہ صاحب کو دعائیں دے رہا ہوں' شاہ صاحب نے فرمایا:

''میں پوری زندگی دو لوگوں کو تلاش کرتا رہا لیکن مجھے یہ دو لوگ نہیں ملے' ایک وہ شخص جو صدقہ کرتا ہو لیکن اس کے باوجود مفلس ہو اور دوسرا وہ شخص جس نے ظلم کیا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گیا ہو''

یہ قول صرف قول نہیں بلکہ یہ مکمل ضابطہ حیات ہے، آپ زندگی میں اگر صرف ان دو اصولوں کو پلے باندھ لیں' آپ صدقہ کریں اور ظلم سے بچیں تو آپ شان دار اور مطمئن زندگی گزاریں گے' یقین کریں آپ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ خواہ کتنے ہی امیر کیوں نہ ہو جائیں' آپ پوری زندگی مفلس رہتے ہیں' آپ کے ہاتھ ہمیشہ دوسروں کے سامنے پھیلے رہتے ہیں اور آپ اگر ظالم ہیں تو آپ خواہ کتنے ہی طاقت ور کیوں نہ ہو جائیں' آپ اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے' یہ میری زندگی کا تجربہ بھی ہے اور مشاہدہ بھی۔

میں ملک کے درجنوں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جن کی شہرت اچھی نہیں' جن کے کام دھندے غلط ہیں' مصیبتیں پوری طاقت سے ان کی طرف دوڑتی ہیں' پولیس انھیں گرفتار کرنا چاہتی ہے'

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حکومت ان کے خلاف پوری ریاستی طاقت استعمال کرتی ہے۔ان کے خلاف قانون بن جاتے ہیں‘ جج ان کے خلاف فیصلے لکھ دیتے ہیں‘ان کے لیے جیلیں تیار ہو جاتی ہیں اور ان کے وارنٹ جاری ہو جاتے ہیں لیکن وہ عین وقت پر بچ جاتے ہیں‘ دنیا بھر کی مصیبتیں ان کے قریب سے گزر جاتی ہیں۔آپ ذرا سی تحقیق کریں‘ آپ کو معلوم ہوگا،ان میں سیکڑوں عیب ہیں لیکن یہ عیبوں کے باوجود کھلے دل سے صدقہ اور خیرات کرتے ہیں‘ان کا دستر خوان وسیع ہے‘ یہ ہر ماہ درجنوں بیواؤں،یتیموں، بے آسراؤں بیماروں اور بے کسوں کی مدد کرتے ہیں‘ یہ مدد انھیں مصیبتوں سے بھی بچاتی ہے اور ان کی دولت میں بھی اضافہ کرتی ہے۔

بزرگ بتاتے ہیں‘ ایک فقیر نے ایک بزرگ کے سامنے دست سوال دراز کیا اور ساتھ ہی دعا دی اللہ تعالیٰ تمھیں بادشاہ بنائے۔

بزرگ نے اس سے پوچھا:’’کیا تم بادشاہ بننا چاہتے ہو‘‘

فقیر نے حیران ہو کر جواب دیا:’’جناب میں نسلوں کا فقیر‘ میں کیسے بادشاہ بن سکتا ہوں؟‘‘

بزرگ نے کہا’’چلو ہم ایک تجربہ کرتے ہیں، میں تمھیں بادشاہ بنانے میں کامیاب ہو گیا تو تم مجھے حج کرواؤ گے اور میں اگر ناکام ہو گیا تو میں پوری زندگی تمہاری کفالت کروں گا‘‘

فقیر مان گیا‘ بزرگ نے اس سے کہا’’تمہاری جیب میں کتنے پیسے ہیں؟‘‘

فقیر نے پیسے گنے،وہ تیس روپئے تھے۔

بزرگ نے اسے مٹھائی کی دکان پر بھیجا،تیس روپے کی جلیبیاں منگوائیں۔

سامنے بے روزگار مزدور بیٹھے تھے،بزرگ نے اسے حکم دیا:

’’تم یہ جلیبیاں ان مزدوروں میں تقسیم کر دو‘‘

فقیر گیا اور جلیبیاں مزدوروں میں بانٹ آیا۔

بزرگ نے اسے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا اور حکم دیا’’تم گھر چلے جاؤ‘ تیس دن انتظار کرو اور دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام آتا ہے‘‘

فقیر چلا گیا‘ وہ تیسرے دن دوڑتا ہوا بزرگ کے پاس آیا،وہ خوشی سے چھلانگیں لگا رہا تھا‘ بزرگ نے وجہ پوچھی‘ فقیر نے بتایا ’’مجھے پچھلے مہینے ایک کلرک نے بھیک میں پرائز بانڈ دیا تھا‘ میں نے وہ بانڈ سنبھال لیا تھا‘ آج وہ بانڈ نکل آیا‘ میں بیٹھے بٹھائے تین لاکھ روپے کا مالک بن گیا‘‘

بزرگ مسکرائے اور اس سے کہا’’یہ بانڈ تمہارا نہیں‘ اس کا مالک وہ ہے جس نے تمھیں یہ بانڈ دیا تھا،تم بانڈ کے مالک کو تلاش کرو‘ یہ رقم اسے واپس کر دو اور انتظار کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام آتا ہے‘‘

فقیر کو یہ آئیڈیا بہت برا لگا،لیکن اس کے باوجود اس نے کلرک کو تلاش کیا اور بانڈ لے کر اس کے پاس پہنچ گیا۔

کلرک فقیر کی ایمان داری پر حیران رہ گیا‘ وہ فقیر کے ساتھ دفتر سے نکلا،ڈی سی آفس گیا،وہاں ایک کنسٹرکشن کمپنی رجسٹر کرائی، فقیر کو پچاس فیصد کا حصہ دار بنایا اور سرکاری ٹھیکے لینا شروع کر دیئے۔وہ دونوں مل کر کام کرتے تھے،کلرک ٹھیکہ لیتا تھا اور فقیر کام کرواتا تھا۔

یہ کمپنی مزدوروں کو تین وقت کا کھانا دیتی تھی،کمپنی چل پڑی، کلرک اور فقیر دونوں امیر ہو گئے،وعدہ کے مطابق یہ دونوں بزرگ کو ہر سال حج پر بھجواتے تھے اور شام کے وقت فقیروں کو روک کر بادشاہ بننے کا نسخہ بتاتے تھے‘ یہ کمپنی آج بھی قائم ہے۔

اس میں اب کلرک اور فقیر کے بچے کام کرتے ہیں، یہ کمپنی تیس روپے کے صدقے سے شروع ہوئی تھی،یہ اب تک درجنوں لوگوں کو بادشاہوں جیسی زندگی دے چکی ہے۔

میں ذاتی طور پر ایسے بیسیوں لوگوں سے واقف ہوں جو جاہل بھی ہیں‘ نالائق بھی اور غیر محتاط بھی،لیکن ان پر اللہ تعالیٰ کا کرم برستا رہتا ہے‘ میں نے جب بھی تحقیق کی‘ مجھے اس کرم کے پیچھے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہمیشہ صدقہ اور خیرات ملی، یہ دل کے سخی اور ہاتھ کے کھلے ہیں، میں نے ایک اور چیز بھی مشاہدہ کی، انسان اگر صدقہ کرے اور ساتھ ہی عاجزی اختیار کرلے تو دولت بھی ملتی ہے اور عزت بھی، کیونکہ جس طرح خوش حالی کا تعلق صدقے سے ہے بالکل اسی طرح عزت، عاجزی سے وابستہ ہے۔آپ جتنا جھکتے جاتے ہیں، آپ کی عزت میں اتنا ہی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

آپ اس معاملے میں اولیاءِ کرام کی مثال لے لیجیے۔اولیاءِ کرام میں عاجزی ہوتی ہے چنانچہ ان کے مزارات ہزار ہزار سال تک آباد رہتے ہیں۔ یہ کھلے دل اور فراخ ہاتھ بھی ہوتے ہیں، چنانچہ ان کے درباروں پر ان کے انتقال کے بعد بھی لنگر چلتے رہتے ہیں اور بادشاہ مال و متاع لے کر ان کی درگاہ پر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

ہم اب ظلم کی بات کرتے ہیں:

میرے بزرگ دوست شیخ عبدالحفیظ راولپنڈی کے ایک ریلوے ملازم کی بات سنایا کرتے ہیں، یہ صاحب راول پنڈی میں رہتے تھے، ملتان میں کوئی شخص قتل ہوا، تو پولیس نے اس شخص کو گرفتار کرلیا اور اس پر قتل کا مقدمہ قائم ہوگیا، وکلاء اور جج جانتے تھے یہ بے گناہ ہیں، لیکن وہ صاحب کہتے تھے مجھے ہر صورت میں سزائے موت ہوگی۔ یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی، عدالت نے اسے سزائے موت سنادی۔

دوست اس سے ملاقات کے لیے گئے اور اس سے اس یقین کی وجہ پوچھی، تو اس نے جواب دیا:

''مجھے یہ سزا ملتان کے قتل کی نہیں ملی، میں گوجرانوالہ کے قتل کی سزا بھگت رہا ہوں''

دوستوں نے تفصیل پوچھی تو اس نے بتایا:

''میں پاکستان بننے کے وقت ریلوے میں ٹی ٹی تھا، بھارت سے مہاجرین کی ٹرینیں آرہی تھیں، میں نے امرتسر سے ایک ٹرین بھری، ٹرین چلی تو مجھے اسٹیشن پر ایک خوبصورت لڑکی دوڑتی ہوئی نظر آئی، میں نے ہاتھ باہر نکال کر اسے پکڑا اور ٹرین میں سوار کرلیا، میں نے اسے اپنے ڈبے میں بٹھالیا، وہ نئی نویلی دلہن تھی، فساد میں اس کا سارا خاندان مارا گیا تھا، مگر وہ جان بچا کر گرتے پڑتے اسٹیشن پہنچ گئی تھی۔

میری ٹرین کو امرتسر سے لاہور اور لاہور سے راولپنڈی آنا تھا، میں نے اسے راولپنڈی تک کے لیے اپنے ڈبے میں پناہ دے دی، ہم لاہور سے نکلے تو میری نیت خراب ہوگئی، میں نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی، وہ نہ مانی، میں نے اس کے ساتھ زبردستی شروع کردی، لڑکی شاک میں چلی گئی، اس نے دروازہ کھولا اور ٹرین سے باہر چھلانگ لگادی۔اور ٹرین کے نیچے آکر مرگئی۔ میں اس دن سے احساس گناہ کا شکار ہوں، میں اس کا قاتل ہوں اور مجھے یقین تھا، میں کبھی نہ کبھی اس قتل کی سزا ضرور بھگتوں گا اور مجھے آج وہ سزا مل گئی، میں پھانسی پر چڑھ رہا ہوں''۔

میری آپ سے درخواست ہے، آپ صدقہ دیں، عاجزی اختیار کریں اور ظلم سے بچیں، اللہ تعالیٰ آپ پر خوش حالی، عزت اور پرامن زندگی کے دروازے کھول دے گا، یہ راز حیات ہے۔

....

راز حیات پوچھ لے خضر خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش نا تمام سے

''ایک دیہاتی نے کسی بات کے سچ ہونے پر قسم کھائی کہ اگر جھوٹ ہو تو ایمان نصیب نہ ہو، توبہ کرائی اور فرمایا کہ ایسی قسم بڑا گناہ ہے،

ایمان ایسی معمولی چیز ہوگئی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر یہ قسم کھالیں کہ اگر جھوٹ ہو تو ایمان نصیب نہ ہو...!!

معلوم ہوتا ہے کہ عظمت نہیں ایمان کی، ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں، اس کی وہاں قدر ہوگی جب فرعون اور ہامان کو کوئی امید نہ ہوگی نکلنے کی۔'' [ملفوظات حکیم الامت، جلد ۱۷، صفحہ ۱۱۳]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میرے والد ماجدؒ

قابلِ تقلید زندگی، قابلِ رشک موت

مولانا محمد جنید قاسمی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو (الحجرات:۱۳)۔ قرآنِ مقدس کی یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا کے اندر خاندانوں اور قبیلوں کا نظام پہچان اور تعارف کا ذریعہ ہے اور یہ عام مشاہدہ بھی ہے کہ عموماً لوگوں کی پہچان ان کے خاندانوں، کنبوں اور قبیلوں سے ہوتی ہے۔ یوپی کا شہر سنبھل بھی مختلف خانوادوں اور قبیلوں کا گہوارہ ہے اور ہر خاندان کو ایک الگ پہچان اور نسبت حاصل ہے، کوئی خاندان اپنے کسی بزرگ کی طرف منسوب ہے تو کوئی کسی خاص جگہ اور مقام کی طرف، اسی طرح کچھ خاندان ایسے بھی ہیں جنہیں ان کے کسی امتیازی وصف کی وجہ سے شہرت ملی اور پھر وہی امتیازی وصف ان کی پہچان اور ان کا نام بن گیا۔ ایسا ہی ایک خانوادہ شہرِ سنبھل کی معروف و مشہور بستی دیپا سرائے میں پاکھڑ والی مسجد چوک پر صدیوں سے آباد ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے وہ نسبت عطا فرمائی ہے جو یقیناً قابلِ رشک اور لائقِ صد شکر ہے، اور وہ نسبت ہے قرآنِ مقدس کی، اس خاندان میں حفاظِ کرام کی اتنی کثرت ہوئی کہ آج یہ حافظوں کے خاندان کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ اسی کنبہ میں احمد حسین صاحب کی نرینہ اولاد میں تین صاحبزادے ہوئے، مولانا یامین قاسمیؒ، مولانا یاسین مظاہریؒ اور محمد فطینؒ جنھیں ان کے ورع وتقوی کی بنا پر مولانا فطین کے نام سے شہرتِ عام حاصل ہوئی۔ پہلے سن 1950 میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی تحریک پر دادا محترم مولانا محمد یاسین مظاہریؒ اور پھر آپ کے ایما پر آئندہ دو سالوں میں دونوں بھائی بھی بریلی اس ارادے سے منتقل ہوئے کہ بدعات و خرافات کی روک تھام وہاں جا کر کی جا سکے جہاں سے اسے فروغ حاصل ہو رہا ہے، چنانچہ مولانا یامین صاحب قاسمیؒ محلّہ قاضی ٹولہ میں قائم مدرسہ اشفاقیہ میں استاد مقرر ہوئے، پھر ترقی کرتے ہوئے ناظم کے منصب تک پہنچے، قریب کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیئے اور وفات تک قرب وجوار کو اپنے علوم وفیوض سے فیض یاب فرماتے رہے

مولانا یاسین صاحب مظاہریؒ پہلے مدرسہ مصباح العلوم اور پھر مدرسہ اشاعت العلوم سرائے خام میں فقہ وحدیث کے استاد مقرر ہوئے اور ساتھ ہی مسجد حکیم حامد علی پرانا شہر سیلانی میں 40 سال آپ نے امامت فرمائی، 1989 میں مولانا یاسین صاحب اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے چار بیٹوں میں سے بڑے صاحبزادے (احقر کے والدِ محترم) جناب محمد مبین صاحب امام منتخب ہوئے اور تقریباً 35 سال آپ نے امامت فرمائی اور ابھی حال ہی میں 21 اپریل 2024 کو انتقال فرما گئے (غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَرَحِمَہٗ رَحمةً واسعةً)۔

والدِ محترم کی یوں تو پوری ہی زندگی آپ کی اولاد، مقتدی حضرات اور متعلقین ومتوسلین کے لیے قابلِ تقلید نمونہ رہی، تاہم آپ کی زندگی کے کچھ تابندہ نقوش ایسے ہیں جو ہر شخص کے لیے عبرت ونصیحت کا سامان رکھتے ہیں اور غفلت وآخرت فراموشی کے اس دور میں بیداری اور آخرت کی تیاری کے لئے مہمیز کا کام کر سکتے ہیں۔ ذیل کی سطروں میں آپ کی زندگی کے ایسے ہی کچھ سبق آموز پہلو اور عبرت آموز واقعات قارئین کی خدمت میں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پیش کیے جارہے ہیں۔

عقیدے کی پختگی وتوکل علی اللہ

والد صاحب کی پیدائش 16 اگست 1951 کو سنبھل میں ہوئی اور صرف ایک سال کی عمر تھی کہ دادا محترم آپ کو مع اہل وعیال بریلی لے آئے۔ چنانچہ بریلی کے جس ماحول اور علاقہ میں آپ پروان چڑھے وہ پورا علاقہ بلکہ پورا شہر بدعات وخرافات کا گڑھ تھا، شرکیہ رسمیں مسلمانوں میں خوب عام تھیں، عقیدے انتہائی کمزور اور لچر تھے، مزید یہ کہ جس ڈپارٹمنٹ سے آپ وابستہ رہے وہاں کا ماحول بھی ایمان وعقیدہ کے لئے کچھ زیادہ سازگار نہ تھا۔ بیسک تعلیم کے محکمہ میں پہلے پرائمری اور پھر جونیئر ہائی اسکول میں بطور استاد (1973 سے 2014 تک) 41 سالہ طویل عرصے پر محیط خدمات انجام دیں، وہاں غیر مسلموں سے بھی ربط وضبط رہا، دوستانہ تعلقات رہے لیکن کبھی کسی بھی طرح کی غیر اسلامی تقریب میں نہ تو آپ نے شرکت فرمائی اور نہ ہی اس تعلق سے کبھی بے جا تاویلات یا چشم پوشی سے کام لیا، بلکہ اگر کہیں سے تیجا، دسواں، چالیسواں، برسی یا کونڈے کے موقع پر کچھ شیرینی وغیرہ اہل محلّہ نے بھیجی بھی تو اسے خوش اسلوبی سے واپس فرما دیا اور اس انداز سے منع فرمایا کہ آئندہ انہیں بھیجنے کی ہمت تک نہ ہوئی، نیز اپنے عمل کے ذریعے انہیں مستند اسلامی عقائد واعمال کی دعوت بھی دے دی۔

یہی حال توکل علی اللہ کا تھا جس سے متعلق ایک واقعہ آج بھی ذہن ودماغ میں تروتازہ ہے کہ ایک مرتبہ جب بڑے بھائی عید کے موقعہ پر فیملی کے ساتھ دہلی سے بریلی کے لئے روانہ ہوئے تو ٹرین میں بیٹھنے کے بعد معلوم ہوا کہ جس بیگ میں رقم، زیورات اور موبائل جیسی قیمتی اشیاء تھیں وہ آٹو رکشہ ہی میں رہ گیا ہے، بھائی جان نے والد صاحب کو فون کرکے اس کی اطلاع دی تو برجستہ سوال کیا کہ کیا زکوۃ ادا کردی ہے؟ اور یہ معلوم ہونے پر کہ زکوۃ ادا کردی گئی ہے فرمایا: اللہ اس مال کو ہرگز ضائع نہیں فرمائے گا اور یہ تم تک پہنچ کر رہے گا، ادھر بھائی جان آٹو رکشہ میں چھوٹے ہوئے موبائل پر مستقل کال کررہے تھے لیکن وہ اٹھ نہیں رہا تھا، اسی کشمکش میں ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا اور پھر اس آٹو ڈرائیور کی کال آئی جس نے بتایا کہ مجھے فون کی رنگ تو سنائی دے رہی تھی لیکن بھیڑ کی وجہ سے یہ معلوم نہیں ہورہا تھا کہ آواز کہاں سے آرہی ہے، جب تنہائی میسر ہوئی تب میں نے پیچھے دیکھا اور یہ بیگ مجھے ملا ہے، بتایئے! اسے کہاں پہنچانا ہے۔ بھائی صاحب نے اپنے ایک متعلق کا پتا دیا اور کئی کلومیٹر کا سفر کرکے اس آٹو ڈرائیور نے وہ بیگ وہاں تک پہنچایا۔

تقویٰ واحتیاط

اس زمانے کی عنقا ہوتی صفات میں سے اہم صفت تقوی ہے، حال یہ ہے کہ عوام الناس تو چھوڑیئے خواص میں بھی یہ صفت مفقود ہوتی جارہی ہے، بندگانِ خدا خواہشاتِ نفس کے غلام، متبعِ ہویٰ اور نفس کے پجاری بن چکے ہیں، حلال وحرام کا امتیاز اٹھ چکا ہے، ہر ایک کی بس یہی تمنا ہے کہ دنیا جس طرح بھی آئے: ناجائز کو جائز کرکے، غلط کو صحیح ثابت کرکے، دھوکہ دہی، فریب کاری، عیاری ومکاری، ظلم ودست درازی یا سود وقمار بازی کے ذریعہ؛ خواہش یہی ہے بس میں علاقہ کا سب سے مالدار آدمی بن جاؤں اور دنیا کی دولت جتنی سمیٹ سکتا ہوں سمیٹ لوں، گویا قلوب خوفِ خدا اور فکرِ آخرت سے بالکل خالی ہو چکے ہیں، لیکن ان حالات میں بھی اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے ہیں جن کی زندگیاں مادیت پرستی کے اس دور میں اسلاف کی یاد تازہ کرتی ہیں، یقیناً والدِ محترم کو جتنا دیکھا اور متعلقین سے ان کے بارے میں جتنا سنا؛ محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی بھی سلفِ صالحین کی زندگیوں کا پرتو اور نمونہ تھی جیسا کہ کئی واقعات اس کے شاہد ہیں۔

1:- آج سے 46 سال قبل جب بریلی میں بدعات کا بڑا زور وشور تھا اور اہلِ بدعت کی جانب سے آئے دن اہلِ حق پر حملے کیے جارہے تھے؛ مختلف حیلوں، بہانوں اور سازشوں کے ذریعے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اہل حق کی مسجدوں پر قبضے کیے جا رہے تھے؛ اس وقت شہر کے کچھ دین دار اور فکر مند حضرات نے سن 1977 میں انجمن خدام السنۃ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی (جس کے ممبران میں جناب سید معظّم علی صاحب، محترم سید نور الحسن صاحب، جناب عبد الوحید صاحب، جناب عبد الرشید صاحب، حافظ خالد صاحب، والدِ محترم جناب محمد مبین صاحب اور عمِ محترم جناب محمد منیف صاحب قابلِ ذکر ہیں)، اس تنظیم نے حضرت مولانا ارشاد صاحب، حضرت مولانا سیف اللہ صاحب (مبلّغان دار العلوم دیوبند) اور مولانا پالن حقانی صاحب کے شہر بھر میں بے شمار تقریری پروگرام منعقد کرائے اور شرک وبدعت کے سیلاب کو روکنے کی جان توڑ کوششیں کیں، اسی سلسلہ میں جب حضرت مولانا ارشاد صاحب کا 1979 میں کپے والان مسجد (موجودہ نام مسجد عمر) آنا ہوا تو حضرت کے مشورے پر ایک مدرسہ قائم کرنے کا فیصلہ لیا گیا جس کے لیے ایک کمیٹی وجود میں آئی اور مدرسہ کاشف العلوم کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی؛ اِس مدرسہ کے اخراجات کے سلسلہ میں والد صاحب کا بمبئی اور دوسرے کئی شہروں میں جانا ہوا، اسی درمیان آپ کا پروموشن پرائمری اسکول سے جونیئر ہائی اسکول میں ہوا اور آپ کی غیر موجودگی میں جو اسکول قریب ملنا تھا کسی دوسرے شخص نے رشوت کے زور پر وہاں اپنا اپائنٹمنٹ کرالیا، جب والد صاحب واپس آئے تو معلوم ہوا کہ آپ کی جگہ کسی دوسرے کو دے دی گئی ہے اور اب آپ کو جو اسکول دیا گیا ہے وہ مکان سے 15 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، آپ نے اس کے لیے آواز بھی اٹھائی، کوشش بھی کی لیکن افسران کا کہنا تھا کہ تھوڑا بہت خرچ کیجئے؛ اشارہ رشوت کی جانب تھا؛ کام ہو جائے گا، آپ نے برملا فرمایا کہ ہم 15 کلومیٹر روزانہ جانے کی پریشانی تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن رشوت کے نام پر ایک روپیہ نہیں دیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد تقریباً 19 سال تک روزانہ سائیکل سے 30 کلومیٹر آمد ورفت کی مشقت برداشت کی (بعد میں یہ آنا جانا موٹر سائیکل سے رہا) لیکن رشوت دینا گوارا نہیں کی۔

2:- والد صاحب کے چھوٹے بھائی (منیف چچا) بریلی کالج سے M.Com کرنے کے بعد نوکری کی تلاش میں تھے اور مختلف مقامات پر Job کے لئے اپلائی کر رہے تھے، اسی سلسلہ میں انہوں نے بینک کی ملازمت کے لئے بھی فارم بھرا، والد صاحب کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے انھیں بینک کی نوکری کرنے سے منع کیا اور تسلی دی کہ دیگر جائز مقامات پر کوشش کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ضرور کوئی راستہ نکالیں گے۔ چچا کی بھی دین داری اور سعادت مندی کہ؛ شدید تقاضے اور حد درجہ ضرورت کے باوجود؛ بے چون وچرا اِس نصیحت پر عمل کیا اور بینک کی ملازمت کا خیال یکسر دل سے نکال دیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ چند ہی سالوں بعد چچا صاحب D.I.O.S. آفس میں اکاؤنٹنٹ کے عہدے پر فائز ہوئے اور 32 سال اِس احتیاط اور امانت داری کے ساتھ ملازمت کی کہ سارے محکمہ کے منظورِ نظر بن گئے۔ والد صاحب ہی کی طرح چچا بھی اِس پوری مدت میں رشوت اور مشتبہ آمدنی سے حد درجہ محتاط رہے اور کبھی دامن کو داغدار نہ ہونے دیا، حالانکہ جس محکمہ سے وہ وابستہ رہے وہاں بدعنوانی اور رشوت عام تھی، گویا دریا کے درمیان رہ کر بھی تر دامنی سے محفوظ رہے:

آنچ کردار پہ آجائے تو پھر کیا رنگِ بہار
رہیے کانٹوں میں بھی دامن بھی بچائے رکھیے

3:- جب والد صاحب کی سرپرستی میں مدرسہ بیت العلوم کے لیے 35 لاکھ کی زمین خریدی گئی اور 40 لاکھ روپیہ اس کی تعمیر پر خرچ ہوا تو اتنی بڑی رقم صرف امداد کی مد سے جمع فرمائی اور اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا کہ جس شخص کی آمدنی ناجائز یا مشتبہ معلوم ہوتی اس سے احتراز کیا جاتا۔

4:- ایک مرتبہ بریلی کے قصبہ بھگونتا پور کے ایک مدرسے میں آپ کا جانا ہوا تو وہاں ایک صاحب نے دودھ سے ضیافت فرمائی، والد صاحب نے معلوم کیا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

انہوں نے بتایا کہ یہ مدرسے کا دودھ نہیں ہے، بلکہ میں اپنے گھر سے لایا ہوں، پھر جیسے ہی اسے پینے کے لیے منھ کے قریب لائے یکلخت رک گئے اور دریافت فرمایا کہ اسے گرم کہاں کیا گیا ہے؟ اور جب یہ بتایا گیا کہ مدرسے ہی کے گیس پر گرم کیا گیا ہے تو یہ کہہ کر استعمال کرنے سے منع فرما دیا کہ مدرسے کی رقم جو طلباء اور غرباء کے لیے جمع کی گئی ہے اسے ہم کیسے استعمال کر سکتے ہیں۔

5:- اسی طرح کا ایک واقعہ خود اُس مدرسے سے متعلق بھی ہے جس کے آپ دس سال ناظم رہے۔ اس مدرسے کے ایک استاد قاری سبیل صاحب نے تعزیت کے وقت بتایا کہ والد صاحب نے مدرسہ کا آر او فلٹر پانی کبھی استعمال نہیں کیا، حالانکہ متعلقین کہتے بھی تھے کہ سبھی اس پانی کو استعمال کرتے ہیں آپ بھی پی لیا کریں تو فرماتے اندر سے طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ جس مدرسے کے ہم ناظم ہیں اس سے کوئی ذاتی فائدہ حاصل کریں۔

6:- دو سال قبل جب علاقے میں نگر پالیکا کی جانب سے پانی کی پائپ لائن بچھائی گئی تو یہ سہولت فری تھی لیکن پائپ بچھانے والی کمپنی ہر گھر سے 300 روپیے کی رقم بطور رشوت وصول کر رہی تھی، والد صاحب کے سامنے بھی انہوں نے یہ مطالبہ رکھا، فرمایا ٹنکی کے پانی کی سہولت ملے یا نہ ملے لیکن رشوت نہیں دیں گے، بغیر رشوت کے کام کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی بات نہیں

7:- بریلی کے ہمارے گھر میں اب تک ہینڈ پمپ کے پانی سے گھر کی تمام ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ وضو، غسل، استنجا، گھر کی صفائی ستھرائی، برتن اور کپڑوں کی دُھلائی، الغرض تمام کاموں کے لئے ہینڈ پمپ ہی سے پانی نکال کر استعمال کیا جاتا ہے۔ گھر کی خواتین کے لئے یہ خاصا دشوار گزار اور مشقت بھرا عمل ہوتا ہے کہ پہلے پمپ سے پانی نکالا جائے اور پھر برتن، کپڑے اور فرش وغیرہ کی دُھلائی یا دوسرے ضروری کام کئے جائیں۔ چنانچہ اس مشقت سے بچنے کے لئے جب کبھی والد صاحب سے بورنگ اور سمرسبل لگوانے کی بات کی جاتی تو فرماتے کہ ٹنکی سے پانی لینے کی صورت میں عموماً ضرورت سے زائد پانی استعمال ہو جاتا ہے، جہاں ایک لوٹے پانی سے وضو اور ایک بالٹی پانی سے غسل کیا جا سکتا ہے وہاں ان کاموں کے لئے کئی کئی بالٹیاں استعمال کر لی جاتی ہیں، اور بسا اوقات تو بے ضرورت بھی پانی خرچ کیا جاتا ہے کہ روزانہ فرش دھویا جا رہا ہے اور بے دریغ پانی بہایا جا رہا ہے، جبکہ ہینڈ پمپ سے پانی نکالنے کی صورت میں صرف بوقتِ ضرورت اور حسبِ ضرورت ہی پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمیں اللہ کے یہاں پانی کے استعمال کا حساب دینا ہوگا، اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ اسی طرح کام چلاتے رہیں۔

8:- والد صاحب کے یہاں آخرت کی فکر اور احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت جیب میں ڈائری رکھتے تھے جس میں سارا حساب کتاب اور لین دین درج ہوتا تھا۔ کسی کو کچھ دینا ہوتا تو فوراً اس میں نوٹ کر لیتے، جب ادائیگی کر دیتے تو اسے بھی لکھ دیتے۔ کوئی امانت رکھواتا یا زکوٰۃ صدقات وغیرہ کی رقم صحیح اور مناسب مصرف میں استعمال کے لئے آپ کے سپرد کرتا تو ڈائری میں تاریخ کی تعیین کے ساتھ لکھ لیتے اور جب امانت واپس کر دیتے یا صدقہ وزکوٰۃ کی رقم مستحقین تک پہنچا دیتے تو اس کی بھی وضاحت کر دیتے۔ اس کے علاوہ بھی گھر کے اہم معاملات اور روزمرہ کے قابلِ ذکر واقعات انتہائی خوبصورت اور واضح تحریر میں تاریخ اور دن کی تعیین کے ساتھ ڈائری میں قلمبند کرنے کا مستقل معمول تھا۔ فرماتے تھے کہ میرے انتقال کے بعد تم لوگوں کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ہر بات ڈائری میں لکھی ہوئی ہے۔ گویا ہر وقت آخرت کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے تیار رہتے تھے۔

بے لوث وبلا اجرت دینی خدمات

والدِ محترم نے 35 سال امامت فرمائی، نیز 20 سال مسجد اشفاقیہ اور 20 سال مسجد حکیم حامد علی کے مکتب میں کل 40 سال قرآن مجید کی تدریس کا فریضہ سرانجام دیا، کئی سو نکاح پڑھائے، پہلے کاشف العلوم کے قیام اور پھر مدرسہ بیت العلوم کی بنیاد وتعمیر و

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ترقی میں بھرپور حصہ لیا لیکن کبھی کسی طرح کی کوئی اجرت لی نہ نذرانہ اور ہدیہ قبول کیا، حتی کہ مدرسے کی وصولیابی کے سلسلے میں جو بھی کرایہ اور تیل وغیرہ کا خرچہ ہوتا وہ اپنے پاس سے ہی ادا فرماتے، مدرسے پر کبھی یہ بار نہیں ڈالا یہ تمام دینی خدمات فی سبیل اللہ انجام دیں، اِن جگہوں سے کوئی فائدہ یا مالی منفعت حاصل کرنے کے بجائے ہمیشہ کوشش یہ ہوتی تھی کہ جیبِ خاص سے حسبِ استطاعت ان پر خرچ بھی کرتے رہیں اور دینی خدمات صرف رضائے الٰہی کے لیے ہوں اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی وہ سنت جسے قرآن کریم نے ''لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا'' سے نقل فرمایا ہے زندہ کی جاسکے۔

علوم وفنون سے والہانہ شغف

قرآن اور دین کی ابتدائی تعلیم دادا محترم مولانا محمد یاسین مظاہریؒ سے حاصل کی، مسائل بھی انہیں سے سیکھے۔ جس علاقے میں ہماری رہائش رہی پرانا شہر سیلانی کا وہ علاقہ تعلیمی لحاظ سے انتہائی پسماندہ تھا، سوائے چند گھرانوں کے کچھ بچوں کے؛ جن کی تعلیم بھی واجبی سی تھی، کوئی پانچویں پاس، کوئی چھٹی ساتویں پاس، شاذ ونادر ہی کوئی آٹھویں تک پہنچ پاتا؛ سبھی تعلیم سے نا آشنا تھے۔ ایسے ماحول میں بھی والد محترم نے مدرسہ اشفاقیہ سے پانچویں تک اور پھر بارہ دری محلّہ سیلانی پر واقع سرکاری اسکول سے آٹھویں کلاس تک تعلیم حاصل کی، اس کے بعد اسلامیہ انٹر کالج سے ہائی اسکول پاس کیا، ایک سالہ بی ٹی سی کورس کرنے کے بعد بیسک ڈپارٹمنٹ میں اردو مضمون کے استاد مقرر ہوئے۔ اور Math میں مہارت ہونے کی وجہ سے اردو اور Math کی تدریس فرمائی مطالعے کا اس قدر ذوق کہ ندائے شاہی، الجمعیت اخبار کے تاحیات ممبر رہے اور بھی کئی رسائل جیسے پیام تعلیم، الفرقان، الرشاد وغیرہ بھی زیر مطالعہ رہے، اور یہ ذوق خود اپنی ذات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ ہمیشہ کوشاں رہتے کہ قوم کے درمیان بھی تعلیم کو عام کیا جائے۔ **[مضمون کی اگلی اور آخری قسط اگلے ماہ]**

غــــزل

جناب ریاض ساغرؔ

کھتولی، مظفرنگر (یوپی)

بے سمت بھی کبھی کبھی چلنا پڑا مجھے
حالات کی تپش سے پگھلنا پڑا مجھے

تھیں ہر قدم پہ میرے تعاقب میں گردشیں
ہر ہر قدم پہ گر کے سنبھلنا پڑا مجھے

اک بھیڑ منزلوں کا پتہ پوچھتی رہی
میں سر پھرا تھا آگے نکلنا پڑا مجھے

میں ظلمتوں کو چیر کے لایا ہوں روشنی
اس شوق میں دھواں بھی نگلنا پڑا مجھے

میری انا کو ٹھیس نہ لگ جائے اس لیے
سر اپنی خواہشوں کا کچلنا پڑا مجھے

لفظوں سے کھیلنے کا سلیقہ بھی آگیا
جب حادثوں کی گود میں پلنا پڑا مجھے

میں برف کا پہاڑ تھا حساس تھا بہت
جب اس نے چھو لیا تو پگھلنا پڑا مجھے

تھک کر تمام دن کی مشقت سے آخرش
سورج کی طرح شام کو ڈھلنا پڑا مجھے

÷ ☆ ÷

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جدید ذرائع ابلاغ
اور دعوت دین

ثناء اللہ طاہر

بیسویں صدی عیسوی کے نصفِ آخر کو اگر سائنسی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کے باب میں انقلاب کا دور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے عقلِ انسانی کو ایسے نئے آلات و وسائل ایجاد کرنے کی رہنمائی فرمائی جن کا کچھ سالوں پہلے تک تصور بھی ممکن نہ تھا۔ یوں تو اس انقلابی ترقی کے دور میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہر قسم اور ہر طرح کے چھوٹے بڑے آلات ظہور پذیر ہوئے لیکن ذرائعِ ابلاغ، مواصلاتی نظام، آپسی روابط اور پیغام رسانی کے عمل و تبادلے کے شعبے میں بلاشبہ حیرت انگیز ایجادات ہوئیں، جنہوں انسانی سماج اور تہذیب و تمدن پر اَن مٹ نقوش چھوڑے، جیسے انٹرنیٹ، سیٹلائٹ ٹی وی چینلز، سوشل ایپ، موبائل ایپ، پیغام رسانی کی ایپ وغیرہ۔ ان ایجادات کے ذریعے معلومات، خیالات اور افکار کی تخلیق و اشاعت اور اشتراک و تبادلہ نہ صرف سہل بلکہ سرعت رفتار ہوگیا۔ جدید ذرائع ابلاغ نے اگرچہ ثقافتوں پر گہرا اثر ڈالا ہے اور ان کی ایجاد نے سماجی تعلقات اور اظہارِ جذبات کے نفیس اور شائستہ طریقوں کو فراموش کر دیا ہے تاہم ان ترقی یافتہ ذرائع و وسائل کی اہمیت تسلیم شدہ ہے، جس سے کوئی بھی سلیم العقل شخص انکار نہیں کر سکتا۔ دورِ حاضر میں ریاستی عہدیداروں سے لے کر عام آدمی تک ہر شخص ان ذرائع ابلاغ سے جڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریاستی وحکومتی پالیسیوں کا اعلان کرنا ہو یا کسی کے لئے جذبات کا اظہار مقصود ہو، ان وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ دعوتی نقطہ نظر سے بھی یہ آلات و وسائل نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور دورِ حاضر میں اس مقصد کیلئے بڑے پیمانہ پر ان کا استعمال ہو بھی رہا ہے۔ اسی لئے عصرِ حاضر کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ، خاص طور پر سوشل میڈیا عصر حاضر کی وہ عظیم قوت ہے جس سے زندگی کا کوئی شعبہ بچا ہوا نہیں ہے۔ سیاست، معاشرت، مذہب، تعلیم، کاروبار سمیت یہ روزمرہ کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ یہ معاملات کو سدھارنے میں معاون بھی ہے اور بگاڑ کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہ ایک طرف سہولت ہے تو دوسری طرف ضرورت بھی ہے۔ اس پر سلیقہ شعار اہلِ علم جلوہ افروز ہیں تو جذباتی اَن پڑھ لوگوں کی بھی خاصی تعداد موجود ہے۔ دانشمندوں کی موجودگی ہے تو سیاسی و مذہبی امور کے دلدادوں کا ہجوم بھی، الغرض آوازوں کا ایک اژدھام ہے، جس میں مہذب وشائستہ اور سماعت کو لبھانے والی صدائیں بھی ہیں اور صوت الحمار کی مانند لعن طعن، گالم گلوچ سے بھرا شور وغوغا بھی ہے۔ یہاں ہر قسم اور ہر فکر کے لوگوں کا انبوہ ہے جو تقریر و تحریر کے ایک ایک لفظ اور مقرر و محرر کے انداز کو بغور دیکھتا، سنتا اور پڑھتا ہے اور اس کا مثبت یا منفی اثر بھی قبول کرتا ہے۔

اس صورت حال میں ایک لمحہ کے لیے رُک کر سوچنے کی ضرورت ہے کہ اگر جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال منفیت، شیطانی افکار و نظریات اور فحاشی وعریانی کو فروغ دینے کے لئے ہو رہا ہے (بدقسمتی سے فی الواقع کم و بیش ایسا ہو بھی رہا ہے اور اس کے اثرات بھی ہمیں ہر دوسرے تیسرے دن خبروں میں دیکھنے کو ملتے ہیں) تو انسانی سماج اور اعلیٰ انسانی اقدار کا کیا حشر ہوگا؟

جدید ذرائع ابلاغ کی صورت میں میسر سہولت کسی خاص طبقہ کی جاگیر نہیں بلکہ اس میں ساری انسانیت کا آزادانہ حصہ ہے، خیر وشر کے لشکروں میں سے جو جتنا چاہے اس سے حاصل کر لے ایک ایسے وقت میں جب ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے سماج

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کو اعلیٰ اقدار سے محروم کر کے انسانیت کا وجود خطرے میں ڈالا جا رہا ہے اور اسے خوشنما ناموں کے ساتھ زہرِ ہلاہل پلایا جا رہا ہے بحیثیتِ مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم انسانیت کو ساحلِ نجات بخشنے کا سبب بنیں اور تمدن کی وادیوں میں تہذیب و شائستگی کے جام پلانے کا جدید انداز اختیار کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی بھی تمہارے ذریعہ راہِ ہدایت پا جائے، یہ چیز تمہارے لئے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔'' (صحیح بخاری، مسلم) جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کو صہیونی سازش، مغربی تہذیب کے فروغ کے آلات اور شیطانی کھلونے قرار دے کر ان سے فرار اختیار کرنا، دراصل اس پورے میدان کو خالی اور نوجوان نسل کو بے یار و مددگار چھوڑنے کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے اعلان اور دعوتِ اسلام کے لئے خاص طور پر صفا کی چوٹی کا انتخاب فرمایا۔ آپ ﷺ کا یہ انتخاب محض اتفاق نہیں تھا بلکہ آپؐ نے اہلِ مکہ کے اُسی پلیٹ فارم کو استعمال کیا جو ان کے ہاں رائج اور مؤثر تھا۔ اہلِ مکہ کا رواج تھا کہ انہیں جب بھی کسی نہایت اہم بات کی خبر دینی ہوتی تو صفا کی چوٹی پر چڑھ کر آواز لگاتے۔ صفا کی چوٹی پر ہونے والا اعلان اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے جس کی خبر دینا مقصود ہے۔ تمام اہلِ مکہ اہتمام کے ساتھ جمع ہوتے اور ہمہ تن گوش اعلان سنتے۔ گویا اہلِ مکّہ کے ہاں اخبار و واقعات اور افکار و خیالات کے ابلاغ کا یہ سب سے اہم، مؤثر، تیز اور سہل ذریعہ تھا۔

رسالت مآب ﷺ نے اپنے دور کے اس ذریعۂ ابلاغ کو کفار و مشرکین کا پلیٹ فارم قرار دے کر ترک نہیں فرمایا بلکہ اسی پلیٹ فارم کو استعمال میں لاتے ہوئے اسے دعوتِ دین کا ذریعہ بنایا۔ وہی پلیٹ فارم جس سے کفارِ مکہ شرک کی تبلیغ کرتے تھے، رسالت مآب ﷺ نے اسی پلیٹ فارم سے صدائے توحید بلند کی، جس پلیٹ فارم پر جنگ و جدل کے منصوبے بنائے جاتے تھے، رسالت مآب ﷺ نے اسی پلیٹ فارم پر ندائے امن لگائی۔ اس پلیٹ فارم کی اہمیت اور سرعت کے سبب یہ ندا مہینوں اور سالوں کے بجائے ہفتوں میں ہی مکہ کے ہر فرد اور گھر تک پہنچ چکی تھی۔ پھر تاریخ نے وہ منظر بھی دیکھا جب اس آواز پر لبیک کہنے والے فوج در فوج امڈ آئے۔ تصور کریں کہ رسول اللہ ﷺ اس پلیٹ فارم کو مشرکین کا مخصوص پلیٹ فارم قرار دے کر ترک فرما دیتے تو کیا آپ کی دعوت اس قدر جلد مکہ اور اس کے مضافات میں پہنچ پاتی؟ رسالت مآب ﷺ حج کے موقع پر بھی دعوت و تبلیغ فرماتے، حالاں کہ اس زمانے میں حج میں بہت سے منکرات اور برائیاں اہلِ مکہ نے اپنی طرف سے شامل کر لی تھیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ احترام کے نام پر کعبہ کی بے حرمتی کرتے تھے، خانہ خدا، مورتیوں اور بتوں کی پرستش گاہ بنا دیا گیا تھا۔ منیٰ اور عرفات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کے بجائے اپنے آباء و اجداد کی تعریفوں کے نغمے گاتے اور قصائد پڑھے جاتے تھے۔ عکاظ کا میلہ تو خالص تجارتی میلہ تھا، جس میں شراب و کباب کی محفلیں آراستہ کی جاتی تھیں جو عیش کوشیوں اور سرمستیوں بلکہ بدمستیوں کے لوازمات میں سے ہیں۔ ان تمام منکرات کے باوجود آپ ﷺ حج کے اجتماع اور عکاظ کے میلے میں پہنچتے اور پورے وقار و تمکنت کے ساتھ دعوتِ حق فرماتے۔ اہلِ مدینہ حج کے اجتماعات کی ہی برکت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے اور پھر ایسے جاں نثار ہوئے کہ تاریخِ عالم میں ایسی جاں نثاری اور خود سپردگی کی مثال نہیں ملتی۔ رسالت مآب ﷺ کا ان اجتماعات میں جانا اور وہاں دعوتِ حق پہنچانا، دعوت و تبلیغ کے لئے زبان و بیان کے وہ سارے ذرائع استعمال کرنا جو جاہلی معاشرے میں رائج تھے، اس زمانے کے طاقتور ترین اور وسیع الاثر ذرائع ابلاغ سے استفادہ کی بہترین مثالیں ہیں۔ اس لئے اپنے عہد کے ذرائع ابلاغ سے فائدہ اُٹھانا اور ان تک رسائی حاصل کرنا صرف مصلحت کا تقاضا نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اور رسالت مآب ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تعلیم کی اہمیت وضرورت

مولانا محمد قمر الزماں ندوی
پیشکش: صفوان قمر شیبانی

''انسان'' کے زندہ رہنے کے لئے کھانا، پانی اور ہوا یہ تینوں چیزیں ضروری اور لازمی ہیں۔ اس کے بغیر ایک دو دن یا زیادہ سے زیادہ ایک آدھ ہفتہ تک انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد زندہ رہنا تو ایک کرامت ہوگی۔

تو جس قدر انسان کے زندہ رہنے کے لئے ان چیزوں (پانی۔ خوارک اور ہوا) کا ہونا ضروری ہے۔ اتنی ہی ضرورت انسان کے لئے تعلیم کی بھی ہے۔ علم کے بغیر انسان کی شخصیت ناقص اور نامکمل ہے، اس کے بغیر انسان صحیح زندگی نہیں گزار سکتا۔ اپنے پیدا کرنے والے اور اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو نہیں جان سکتا وہ خیر وشر اور صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کرسکتا ہے۔ برصغیر کے ایک بلند پایہ عالم اور مفکر کی زبان سے نکلا یہ جملہ آج بھی حافظہ میں محفوظ ہے کہ انہوں فرمایا تھا:

''دنیا کی سب سے بڑی اور بری گالی یہ ہے کہ کسی کو یہ کہہ دیا جائے کہ تم جاہل ہو۔ اس سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں ہوسکتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اور جانور کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ جاہل اپنے جہل کی بنیاد پر کچھ بھی کرسکتا ہے کیونکہ اس کے اندر خیر وشر اور بھلے اور برے کی کوئی تمیز ہی نہیں ہوتی ہے۔''

دنیا میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے علم کو سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام دیا، اس کے دروازے کو سب کے لئے وا کئے۔ اس کے لئے جتنی رکاوٹیں ہوسکتی تھیں سب کو دور کیا اور اس کے تصور کو اتنا وسیع اور عام کیا کہ ماں کی گود سے لحد تک اس کے سفر کو وسعت دی۔

آپ غور کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کس وقت اور کس ماحول میں ہوئی۔ کون سی برائی اور بدعقیدگی اور ظلم وجہالت اور سفاکی و درندگی اس سماج اور معاشرہ میں نہیں پائی جاتی تھی ،اس زمانہ کو زمانہ جاہلیت کا نام ہی دیا گیا تھا۔ بے حیائی اور بے شرمی کی انتہا یہ تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا ماں سے شادی کرلیتا اور سارے بھائی بہنوں کی وراثت پر قابض ہوجاتا۔ بعض خاندان اور قبیلے بیٹی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے اور پیدا ہوتے ہی اسے زندہ درگور کردیتے۔ کسی کو داماد بنانا وہ اپنے لئے ہتک سمجھتے تھے۔ غرض ہر قسم کی برائی سے عرب معاشرہ جوجھ رہا تھا معمولی سی بات پر برسوں ان میں لڑائیاں چلتی۔ اس ماحول میں آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور چالیس سال کے بعد آپ کو نبوت و رسالت ملی، اگر اس وقت کسی سلیم الفطرت انسان سے سوال کیا جاتا کہ بتاؤ، تقریباً پانچ سو سال بعد زمین کا رشتہ آسمان سے جڑا ہے، اور عرب سماج کی یہ حالت ہے، شرک وکفر اور بداخلاقی و بے حیائی کا یہ مرکز اور اڈہ بنا ہوا ہے، بتاؤ اللہ کی طرف سے پہلا پیغام اور پہلی وحی نازل ہونے والی ہے، تو وہ پیغام اور وحی کیا ہوگی؟ پہلا حکم کیا ہوگا؟ تو اس شخص کا جواب یہ ہوتا کہ اس پیغام میں کفر وشرک کی اور برائی و بے حیائی کی ظلم وتشدد کی مذمت ہوگی۔

لیکن میرے بھائیو! ایسا نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس موقع پر جو سب سے پہلی آیت نازل ہوئی، جو پہلا پیغام آیا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جو پہلی وحی اتری۔ وہ لفظ اور پیغام تھا: اقــرأ ’’اے اللہ کے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھیے۔

اس آیت کے اس اعجاز پر بھی غور کیجیے کہ اللہ تعالی نے اس جملہ نما لفظ میں فاعل اور فعل کا تذکرہ کیا لیکن مفعول کا تذکرہ نہیں کیا۔ یہ اشارہ اور دلیل ہے کہ انسان کو قرآن جو اخری الہامی اور آسمانی کتاب ہے اس کو تو پڑھنا ہی ہے، اس کے علاوہ ہر اس علم کو سیکھنا بھی ضروری ہے جو انسانیت کے لئے نفع بخش ہے۔ اگر اس جگہ مفعول کا ذکر کر دیا جاتا کہ صرف قرآن پڑھو تو وحی الٰہی کے علاوہ دیگر علوم وفنون کا پڑھنا ممنوع ہو جاتا۔

اسلام نے علم کا جو آفاقی تصور دیا اور اس کی وسعت کے دائرے کو جو مہد سے لحد تک عام کیا، دنیا کے کسی مذہب نے علم کو یہ وسعت و ہمہ گیری نہیں دی۔ بلکہ اس کے برعکس سب نے علم کو کسی خاص طبقہ اور برادری تک محدود رکھا اور دوسرے کو اس کے ارادہ اور اس کی طرف نیت کرنے سے بھی روک دیا، اور یہ معلوم ہونے پر کہ فلاں برادری اور طبقہ کا بھی کوئی فرد علم حاصل کر رہا ہے، جس کے لئے علم حاصل کرنا ممنوع تھا، تو ان کو سخت سے سخت سزائیں دی گئیں۔ کیا دنیا کی کوئی قوم اور کسی بھی مذہب کے ماننے والے مسلمانوں سے اس موضوع پر آنکھ سے آنکھ ملا کر بات بھی کر سکتے ہیں اور ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

علم، اسلام کا نقطۂ آغاز ہے، اسلام نے اپنے سفر کا آغاز ہی علم اور روشنی سے کیا، اسلام نے علم کو جو اہمیت دی اس کو جو مقام دیا۔ اس کے حصول کی جس قدر تاکید کی۔ مرد وعورت ہر ایک کو جس طرح اس کے حاصل کرنے کا مکلّف بنایا وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے علم اور جہل کے درمیان خط فاصل کھینچ کر صاف لفظوں میں سمجھا اور بتا دیا کہ اے نبی!

کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ (الزمر آیت ۹)

اسلام، دنیا میں سراپا علم وآگہی بن کر آیا، اسی لئے مذہب اسلام پوری دنیا میں ایک ہمہ گیر انقلاب کا پیامبر ثابت ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے خدائے وحدہ لاشریک نے زیور علم سے اراستہ کیا۔ اور اسی علم ومعرفت کی وجہ سے فرشتوں پر ان کو ترجیح و برتری دی۔ دوسرے مذاہب نے علم کو زندگی کی دیگر ضرورتوں کی طرح محض ایک ضرورت قرار دیا، مگر اسلام نے علم کو لازمۂ حیات اور ضرورتِ زندگی قرار دیا۔ اسلام کے نزدیک علم صرف شعور وآگہی اور ادراک کا نام نہیں ہے، بلکہ زندگی کے ان تمام تجربات، مشاہدات اور مدرکات کا نام ہے جو اللہ کی معرفت اور دونوں جہانوں کی سعادت کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور انسان میں جوہر خود شناسی پیدا کرتے ہیں۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو قرآن مجید میں بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے تاکید کی کہ علم کی زیادتی کے لئے اپنے رب سے دعا کرو اور یوں کہو کہ: ’’رب زدنی علما‘‘

بارالہا! میرے علم میں اضافہ فرما۔

اور کسی چیز کی زیادتی کی دعا کے لئے نہیں کہا گیا کہ اے اللہ! مال زیادہ دے دے۔ زر زن زمین زیادہ دے دے۔ عہدہ اور منصب میں خوب ترقی دے۔ صرف علم کی زیادتی اور اضافہ کے لئے دعا پر زور دیا گیا۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مصنف ابن ابی شیبہ یا مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے لئے سب سے نامبارک اور نا مسعود دن وہ سمجھوں گا کہ پورا دن اور پوری رات گزر جائے اور میرے علم و معرفت میں کوئی اضافہ نہ ہو سکے۔

مکہ مکرمہ میں اسلام کے آغاز کے وقت بھی آپ نے حصول علم اور تربیت کے لئے دار ارقم کو اس کے لئے خاص کیا۔ محققین اور ماہرین نے لکھا ہے کہ یہ انتخاب ایک الہامی انتخاب تھا۔ دار ارقم کا محل وقوع کچھ اس طرح تھا کہ وہ پہاڑ کے دامن میں تھا اس کی بناوٹ اور ہئیت کچھ اس طرح کی تھی کہ اندر کے لوگ باہر کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لوگوں کی نقل وحرکت سے واقف رہتے لیکن باہر کے لوگوں کو اندر کا کچھ علم نہ ہوتا، اس مکان کا دروازہ بھی کچھ اسی انداز کا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے کو جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے دروازے کے اوٹ اور سوراخ سے دیکھ لیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تھی۔

دار ارقم کے محل وقوع اور دعوت اسلام کے لئے اس کے انتخاب پر مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔

اور جب مکہ کا لٹا پٹا قافلہ مدینہ منورہ آیا تو یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت گاہ یعنی مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ کی بنیاد صفہ چبوترے کی شکل میں رکھی۔ اور یہی چھوٹی سی جگہ سارے عرب کے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا مرکز تھی اور خود آپ اس کے منتظم اور استاد تھے۔

اسلام میں علم کا درجہ اور مقام کیا ہے اس کا اندازہ جنگ بدر کے واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس غزوہ میں ستر اہل مکہ قتل کئے گئے اور اتنے ہی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے، اس وقت مسلمان سخت مالی ومعاشی مشکلات میں گھرے تھے، لیکن اس کے باوجود بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا پہلا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے ہیں وہ دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھادیں۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوہ اور عمل ہمیں یہ پیغام دیتا ہے، اور ہم مسلمانوں کو یہ درس دیتا ہے کہ ہمیں بھوکا رہنا پڑے ، رہ لیں۔ دنیا کے اسباب راحت کم میسر ہوں، ٹھیک ہے۔ ہماری کروٹیں فاقوں سے بے سکون ہوں، چلے گا۔ لیکن ہم ہر قیمت پر اپنی اولاد کو علم کے زیور سے آراستہ کریں، ان کی تعلیم وتربیت کا بہتر سے بہتر اور اعلی انتظام کریں۔ اور ہم اپنی اولاد کے ساتھ ساتھ کسی بھی بچے کو تعلیم سے بے بہرہ نہ رہنے دیں۔

یہ ہم سب کی ذمہ داری اور فرض منصبی ہے اس سے غفلت اور بے توجہی جرم اور گناہ ہے۔ افسوس ہوتا ہے کہ قوم کے کتنے نونہال ہیں جن کی آنکھوں سے بلا کی ذہانتیں ٹپکتی ہیں تعلیم وتربیت کا صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے، مالی دشواری کی وجہ سے اور ان کی دیکھ ریکھ اور توجہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بچے ہوٹلوں میں پلیٹیں صاف کر رہے، وہ بچپن ہی میں بندھوا مزدور بنے ہوئے ہیں۔ کیا ہم سمجھتے کہ ہم اپنی غفلتوں کی وجہ سے عند اللہ ماخوذ نہیں ہوں گے؟ یقیناً ہوں گے۔ اللہ تعالی ہمارا ضرور محاسبہ اور مواخذہ کریں گے۔ خدا کرے ہم سب کو اس کا احساس ہوجائے۔

غرض قوموں کی تعمیر وترقی اور عروج وبلندی میں سب سے زیادہ تعلیم ہی کا رول اور کردار ہے۔ مذہب اسلام جو پوری دنیا میں پھیلا اور مذہب اسلام کو جو وسعت ہوئی، اس میں سب سے زیادہ رول اور کردار تعلیم کا ہے، صحابہ کرام علم میں گھرے تھے ان کی معلومات بہت ٹھوس تھیں۔ علم ومعرفت کی بھٹی میں انہوں نے اپنے کو تپایا اور پھر جہاں بھی داعی اور مبلغ بن کر گئے، پورے ملک میں انقلاب برپا کردیا اور سارے لوگوں کی کایا پلٹ دی۔ آج مسلمانوں کو پھر علم کے ہتھیار سے اپنے کو آراستہ کرنا ہوگا۔ علم کے میدان میں دیگر قوموں سے سبقت، ریس ومسابقہ کرنا ہوگا۔ اور پوری نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا ہوگا۔ اس کے لئے معیاری دینی وعصری ادارے قائم کرنے ہوں گے۔ مال ودولت کی اور اپنی صلاحیتوں کی قربانی دینی ہوگی۔ اور اس کے لئے ایک بار پھر کسی سر سید اور حضرت قاسم نانوتوی کو کھڑا ہونا ہوگا۔

کلامِ اقبال

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے ، علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے قدرت بھی ہے لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہل دانش علم ہیں کمیاب ہیں اہل نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی کی معیت میں

پھلت کا ایک یادگار سفر

ڈاکٹر عارف الیاس ندوی

ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی (پیدائش: 10 / فروری 1969) کی شخصیت علمی وادبی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، وہ سیرت، تصوف، تاریخ، ادب اور سوانح جیسے موضوعات پر تقریباً تیس کتابیں تصنیف کر چکے ہیں، اہل ادب و تحقیق ڈاکٹر تجاروی کو ماہرین غالبیات میں بھی شمار کرتے ہیں، اس بات کی دلیل ان کی بلند پایہ کتاب ''غالب اور الور'' (غالب اکیڈمی دہلی/ اشاعت ۲۰۱۹/صفحات ۳۸۸) ہے۔ ان کی جدید تصنیف "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں" (ناشر ھدیٰ پبلشنگ ہاؤس جامعہ نگرنئی دہلی/سن اشاعت ۲۰۲۴/صفحات ۲۱۶) اہل علم کی گفتگو کا موضوع ہے جس پر متعدد اہل قلم نے تبصرے تحریر کیے ہیں اور کتاب کو علمی حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے اس لئے کہ انہوں نے ایک ایسے موضوع پر یہ کتاب تصنیف کی ہے جس پر بہت ہی کم لکھا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے جامعہ امام شاہ ولی اللہ اسلامیہ پھلت ضلع مظفر نگر یوپی کی انتظامیہ بالخصوص مولانا وصی سلیمان ندوی (مدیر ماہنامہ ارمغان پھلت واستاد جامعہ امام شاہ ولی اللہ) ڈاکٹر مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی (قاضی دارالقضاء پھلت واستاد جامعہ) نے ڈاکٹر تجاروی کو اپنی جدید تصنیف "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب "اور سیرت رسول کے موضوع پر محاضرہ کے لیے مدعو کیا تاکہ اساتذہ اور طلبہ ان کی جدید تصنیف اور اس کے تحریری سفر سے متعارف ہوسکیں۔

16 / مئی (2024) بروز جمعرات ڈاکٹر تجاروی نے راقم کو اپنے سفر کے تعلق سے مطلع کیا کہ آپ کے مادر علمی کا سفر ہے، میں نے پوچھا ندوۃ العلماء کا؟ تو جواب آیا کہ نہیں، پھلت ضلع مظفر نگر کا۔ میں نے سفر کی ترتیب دریافت کی اور مفتی صاحب کے ساتھ سفر کا ارادہ بنالیا۔ اسی روز شام کو صدیق مکرم مولانا محمد ارشد ندوی گھر پر تشریف لائے تو میں نے پھلت کے سفر کا ذکر کیا وہ بھی مادر علمی کی زیارت اور اساتذہ سے ملاقات کی خاطر تیار ہو گئے۔

جامعہ نگر دہلی سے ایک گاڑی میں جامعہ پھلت کے سابق استاد مولانا سید اقتدار احمد ندوی، ڈاکٹر تجاروی اور مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی سوار ہوئے اور دوسری گاڑی میں صدیق مکرم اور راقم سوار ہوئے اور اور تقریبا ۶:۳۰ بجے ہم پھلت پہنچ گئے۔ ہماری گاڑی چونکہ ان حضرات سے پہلے قصبہ کھتولی پہنچ گئی تھی تو ہم نے کھتولی میں واقع چیتل گرانڈ میں اندر جا کر لو کے تیز تھپیڑوں سے بچنے کا انتظام کیا اور وہاں کی مشہور لسّی کا لطف بھی لیا۔ یہاں سے ہم جامعہ امام شاہ ولی اللہ قصبہ پھلت پہنچے ہی تھے کہ مولانا وصی سلیمان ندوی اور جامعہ کے مہتمم ڈاکٹر محمد طاہر ندوی تشریف لے آئے اور تقریبا نصف گھنٹے کا وقت ان کے ساتھ گزرا۔ ڈاکٹر تجاروی نے اسی وقت اپنی جدید تصنیف کے چند نسخے وہاں موجود حضرات کو پیش کئے۔

مغرب کی نماز کے بعد جامعہ کے اساتذہ ودیگر ذمہ داران تشریف لائے اور ایک مختصر سی تعارفی نشست ہوئی، جامعہ میں تعلیمی سرگرمیاں داخلوں کے بعد شروع ہو رہی ہیں اور تعلیمی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نصاب کے ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں کا بھی سلسلہ شروع ہو رہا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے جامعہ کے طلباء کی انجمن '' بزم ولی اللٰہی '' کا افتتاحی پروگرام بھی ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی کی صدارت میں بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ مولانا وصی سلیمان ندوی، مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی اور مولانا سید اقتدار احمد ندوی نے بزم کے اغراض ومقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ جامعہ کے مہتمم مولانا ڈاکٹر محمد طاہر ندوی نے راقم سے بھی فرمایا کہ تم بھی کچھ باتیں پیش کردو، بزم ولی اللٰہی سے قدیم تعلق کی بنا پر ہم نے بھی کچھ معروضات گوش گزار کیں۔

سب سے آخر میں صدر محفل ڈاکٹر تجاروی سامعین سے روبرو ہوئے اور مفید مشوروں سے مزین گفتگو فرمائی، انہوں نے اپنے خطاب میں وقت کی اہمیت پر زور دیا اور طلباء سے کہا کہ آپ کو اپنا مقصد زندگی معلوم ہونا چاہئے اور اس کے حصول میں رات دن تگ ودَوکرنی چاہئے، آپ کا آج، گزشتہ کل سے بہتر ہونا چاہئے، آپ ایک سالانہ ہدف مقرر کریں اور ایک ہفتہ واری ہدف، ہر ہفتہ اس ہدف تک پہنچنے کی کوشش کریں اور اگر پہلے ہفتہ میں نہ پہنچ سکیں تو مایوس نہ ہوں بلکہ اگلے ہفتہ از سر نو کام شروع کریں اور مقصد کے حصول میں لگ جائیں، اگر آپ ہفتہ واری ہدف تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تو اسی کے مطابق سال بھر کا ہدف بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر تجاروی نے مطالعہ کی اہمیت کی جانب طلباء کو خصوصی توجہ دلائی اور کہا کہ "مطالعہ کروڑوں انسانوں کے تجربات کا نچوڑ ہوتا ہے" آپ کو وسیع المطالعہ ہونا چاہیے اور ساتھ ہی کسی استاد سے آپ کا رابطہ ہو جو مطالعہ کے سفر میں آپ کی بہتر رہنمائی کرسکے۔ ڈاکٹر صاحب کا خطاب تقریبا تیس منٹ کے دورانیہ پر محیط تھا۔ یہ خطاب ہدف کی تعیین اور مطالعہ کے سلسلے میں قیمتی نکات پر مشتمل تھا، خطاب کا اسلوب نہایت آسان فہمی پر مبنی تھا، بالکل "وہ کہیں اور سنا کرے کوئی" کا مصداق۔ خطاب کے بعد ناظم جلسہ جامعہ کے طالب علم محمد صاحب میواتی نے مجلس کے اختتام کا اعلان کیا۔

پروگرام کے بعد دیر رات گئے دیگر اساتذہ اور طلباء ہماری قیام گاہ پر رونق افروز ہوئے تو ڈاکٹر تجاروی کے ساتھ ان کی مجلس جمی، مختلف موضوعات سے متعلق حاضرین نے ڈاکٹر تجاروی سے گفت وشنید اور سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رکھا اور ڈاکٹر صاحب بھی گفتگو فرماتے رہے اور جوابات دیتے رہے۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد ناشتہ سے فراغت کے بعد ہم نے جامعہ کی لائبریری کا رخ کیا جہاں مختلف موضوعات سے متعلق بے شمار اہم کتابیں موجود ہیں، ڈاکٹر صاحب نے لائبریری کو اپنی درجن بھر تصانیف کے نسخے ہدیہ کئے، مولانا محمد ارشد ندوی نے کہا کہ جامعہ کی لائبریری میں کم از کم پانچ نسخے مجلّہ ارمغان میوات کی اشاعت خاص بیاد مولانا عبد السبحان خاں میواتی (مولانا عبد السبحان خان اکیڈمی نوح/ 2024ء/ 535 صفحات) کے بھی رکھے جائیں، چنانچہ ان کے مشورہ کے مطابق ہم نے بھی ارمغان میوات کی اشاعت خاص کے نسخے لائبریری کو ہدیہ کئے۔ رسائل و جرائد کے خانہ میں کتابوں کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی نظر مجلّہ نقوش لاہور کے قرآن نمبر پر پڑی تو فوراً اٹھا کر اپنے لکھے ہوئے مقالات کھول کر ہمیں دکھائے جو تقریباً 50 صفحات پر مشتمل تھے

لائبریری سے باہر نکلے تو ڈاکٹر مفتی محمد عاشق صدیقی نے تدریب افتاء کی درسگاہ میں طلباء سے گفتگو کی درخواست کی کہ آپ طلباء کو اپنے تجربہ کی روشنی میں ایک مفتی کے لیے ضروری امور سے واقف ہونے کے لیے کچھ باتیں عرض کریں۔ جامعہ میں شعبہ تدریب افتاء میں اس سال دس طلباء ہیں۔ ڈاکٹر تجاروی نے تقریبا نصف گھنٹہ افتاء کے طلباء سے گفتگو کی طلبہ نے اپنے مطالعہ اور موجودہ بینکنگ کے نظام کے متعلق بہت سے سوالات کئے۔

اب صبح کے تقریبا ۱۱ بج چکے تھے اور اصل پروگرام کا وقت ہو چکا تھا جس کے لیے ڈاکٹر صاحب کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جدید تصنیف'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں" کے موضوع پر محاضرہ پیش فرمائیں۔ خطاب سے قبل استاد محترم مولانا وصی سلیمان ندوی نے ڈاکٹر تجاروی کا تعارف کراتے ہوئے چند اہم باتیں ذکر کیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی میوات کے قصبہ تجارہ (ضلع الور) سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی پیدائش، پرورش اور تربیت میوات کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کے والد محترم مولانا حکیم محمد عثمان خاں (وفات 7 جولائی ۲۰۱۷) ایک جید عالم دین اور بہترین حکیم تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی سے افتاء کا کورس کیا، بعد میں عصری جامعات کا رخ کیا اور اسلامک اسٹڈیز میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ان کا وقت علی گڑھ کے ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی میں بھی گزرا جہاں انہوں نے اپنے قلم کو مزید صیقل کیا۔

وہ آج کل جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تدریس کے ساتھ ساتھ ان کے قلم کا سفر بھی اسی آب وتاب کے ساتھ جاری ہے، تقریبا ہر سال ان کے قلم سے کوئی نہ کوئی تصنیف منظر عام پر آرہی ہے اور اب تک تقریبا تیس کتابیں منصۂ شہود پر آکر اہل علم سے داد وتحسین حاصل کر چکی ہیں اور کئی ایک ابھی طباعت کی منتظر ہیں جن میں سے ایک اہم کتاب میوات کے عظیم قائد و رہنما اور مجاہد آزادی مولانا محمد ابراہیم خاں الوری (بانی جمعیت علمائے میوات و سابق ایم ایل اے راجستھان ودھان سبھا) کی سوانح حیات بھی ہے۔ ڈاکٹر تجاروی کو جہاں تصوف کے موضوع سے گہری دلچسپی ہے وہیں شاہ ولی اللہ محدث کی شخصیت، فکر اور ان کی تصنیفات سے بھی بڑا لگاؤ ہے، ان کی اس موضوع کی تحریروں کی وجہ سے انھیں محرم راز کی حیثیت حاصل ہے۔

مولانا وصی سلیمان ندوی نے مزید فرمایا کہ شعب ابی طالب، سیرت نبوی کے موضوع پر ان کی پہلی اور جدید تصنیف ہے جو اہل علم کے حلقوں میں بڑی دلچسپی سے پڑھی جارہی ہے، ڈاکٹر تجاروی کو اسی سلسلہ میں یہاں مدعو کیا گیا ہے تاکہ ہم ان سے ان کی تصنیف اور سیرت نبوی کے موضوع پر مزید استفادہ کرسکیں۔ تعارفی کلمات کے بعد ڈاکٹر تجاروی کو دعوت دی گئی اور انہوں نے اپنا محاضرہ پیش کیا۔

راقم نے مکمل محاضرہ ریکارڈ کیا مگر پچاس منٹ کا دورانیہ ہونے کی وجہ سے یہاں صرف بنیادی نکات پیش کیے جاتے ہیں، تجاروی صاحب نے فرمایا کہ:

میں اس سے قبل بھی یہاں آچکا ہوں۔ جامعہ امام شاہ ولی اللہ پھلت کے رئیس داعی اسلام مولانا محمد کلیم صدیقی سے میرا تعلق کافی قدیم ہے اور مولانا بھی میرے والد صاحب سے تعلق رکھتے تھے۔ تمہید کے بعد محاضرہ شروع ہوا اور سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی درود شریف پڑھنے کے اہتمام پر زور دیا۔

"بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں"
(محمد علی جوہر)

ساتھ ہی ذکر کیا کہ ہماری گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے 63 سالوں میں سے تین سالوں پر زیادہ ہوگی۔ دوران گفتگو مائیکل ہارٹ کی مشہور زمانہ کتاب "The 100" کا تذکرہ کیا کہ اگر کوئی مسلمان اس طرح کا تذکرہ لکھتا تو شاید اس کی اہمیت اتنی نہ ہوتی جتنی اہمیت مائیکل کی کتاب کی ہے کہ اس نے دنیا کی تاریخ کے 100 عظیم انسانوں کی فہرست میں سب سے پہلے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو رکھا ہے۔ غیر مسلموں کے لیے بھی سیرت طیبہ میں سبق ہے۔ اسلام سے قبل عرب موجود تھے، عرب دور دراز کے اسفار بھی کیا کرتے تھے، تجارت کرتے تھے لیکن ان کی کوئی خاص اہمیت اس وقت کی دنیا میں نہ تھی۔ مگر جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعوت دی تو محض 23 برس کی مدت میں ان کی ایسی کایا پلٹی کہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

وہ عرب جن کی جہالت کے چرچے تھے آپؐ کی دعوت کو قبول کرنے کے نتیجہ میں دنیا کے امام بن گئے، دنیا عربوں کی غلامی میں آ گئی، جس چیز کو عربوں نے تہذیب قرار دیا وہ تہذیب قرار پائی، جس کو عربوں نے علم کہا وہ علم کہا گیا۔حتی کے ایک مصنف یہاں تک لکھنے پر مجبور ہوا کہ محمد نے عرب کو ابطال کی نرسری میں بدل دیا۔

سیرت نگاری کے تعلق سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت حضرت عروہ بن زبیر نے لکھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مشہور زمانہ قول " کان خلقہ القرآن " بھی آپ کی سیرت کا بہترین نمونہ ہے، اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت ابان نے لکھی۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ کا کام بڑھتا رہا اور آج عالم یہ ہے کہ آپؐ کے زیادہ سیرت نگار غیر مسلم ہیں جن کی کتابیں سب سے زیادہ پڑھی جارہی ہیں۔ غیر مسلم مصنفین بھی آپ کی حیات طیبہ میں یہی نکتے تلاش کرتے ہیں کہ آپ کی ذات مبارکہ اور دعوت اسلامی کے نتیجہ میں اتنا بڑا انقلاب کیسے برپا ہوا؟ اس سلسلہ میں انہوں نے بطور خاص (Karen Armstrong) کی مشہور کتاب (Muhammad The Prophet for Our Time) کا تذکرہ بھی کیا۔

سلسلہ گفتگو دراز کرتے ہوئے ذکر کیا کہ آپؐ کی زندگی کا مشکل ترین وقت شعب ابی طالب کے بعد کا ہے کہ شعب سے نکلنے کے بعد جناب ابو طالب بیمار ہو گئے جو اس وقت آپ کے سب سے بڑے حامی تھے۔اسی دوران مشرکین مکہ نے جناب ابوطالب پر دباؤ بنایا کہ آپ کا آخری وقت ہے اپنے بھتیجے سے ہمارا مسئلہ حل کرا دیجئے، چنانچہ ابو طالب نے آپؐ کو بلایا اور کہا کہ بھتیجے مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میں اٹھا نہ سکوں۔ یہ سن کر آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور آپ نے جواب میں دو باتیں ذکر فرمائیں جو بڑی گہری باتیں ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے میں سورج رکھ دیں تب بھی میں اس کار عظیم سے باز نہیں آؤں گا، دوسرا اہم جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ اگر یہ میری بات مان لیں تو عرب کے اوپر ان کی حکومت قائم ہو جائے گی اور عجم کے لوگ ان کو ٹیکس دیں گے۔ وہ یہ کہ اللہ کو ایک مان لیں۔ پھر دنیا نے دیکھا بھی کہ محض چند سال کے عرصہ میں عربوں کا اثر ورسوخ اور ان کی دھاک لوگوں پر بیٹھ گئی۔اس کے بعد شعب ابی طالب میں محصوری کے دوران جو حکمت عملی اور سرگرمیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری رکھیں ان کا تذکرہ کیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام میں بھی آپؐ نے دعوت کا کام جاری رکھا، شاہ نجاشی سے مراسلت کی اور مہاجرین حبشہ کی خبر گیری اور مہمان نوازی کے لیے فرمایا، محاصرہ کی وجہ سے اسلام کا چرچا ہوا، حبشہ میں بھی اسلام کا تذکرہ ہوا، وہاں کے لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا اور کہا جا سکتا ہے کہ ان کے قبول اسلام کی وجہ سے اسلام انٹرنیشنل مذہب بن گیا تھا۔ مقاطعہ کی وجہ سے شرفاء پریشان تھے اور ان کی پریشانی مسلمانوں کی حمایت کا سبب بن گئی، کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہو گئے جو چھپ کر مسلمانوں کی مدد کرنے لگے تھے۔ حمایت کرنے والوں میں عام لوگ ہی نہ تھے بلکہ سربرآوردہ لوگ بھی تھے اور انہیں کے تعاون کی بدولت وہ فضا بنی جس نے خود قریش کے اندر ہی مسلمانوں کے غم خوار پیدا کر دیئے تھے۔

شعب ابی طالب کے اہم ترین مگر تین سالہ مختصر دور پر یہ بہترین محاضرہ تھا، ہو بھی کیوں نہ؟ جبکہ تذکرہ رسول اللہ کا اور تذکرہ کرنے والے تجاروی صاحب جیسے محقق اور شیریں کلام شخص۔ بقول غالب!

'ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا'

نماز ظہر کے بعد دہلی واپسی ہوئی، یوں یہ یادگار سفر مکمل ہوا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد سعد ادریس ولی اللّٰہی

’جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دینی خدمات‘ پر جامعہ پھلت میں دوروزہ ورکشاپ

موجودہ دور انفارمیشن ٹکنالوجی اور جدید ذرائع ابلاغ کا ہے اگر ہم نے اس ٹکنالوجی کو صحیح اور مثبت مقاصد کے لیے استعمال کیا تو اس کے ذریعہ دین کی دعوت اور اسلام کی تبلیغ بہتر طریقہ پر کر سکتے ہیں، ان خیالات کا اظہار مولانا وصی سلیمان ندوی نے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے زیر اہتمام اور جامعہ امام شاہ ولی اللہ الاسلامیہ پھلت مظفر نگر کے اشتراک سے منعقد دو روزہ ورکشاپ کے افتتاحی پروگرام میں کیا’ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دینی پروگرام -امکانات اور طریقہ کار‘ کے موضوع پر منعقد اس افتتاحی اجلاس میں استقبالیہ کلمات میں ڈاکٹر صفدر زبیر ندوی نے کہا کہ اس وقت ہم ان ذرائع ابلاغ کو علم واطلاع، تعلیم وتدریس اور تدریب وتحقیق کے لیے استعمال کر سکتے ہیں اگر ہم نے اس پہلو کو نظر انداز کر دیا اور اس کو صحیح مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا تو غلط اور فاسد معلومات اور مواد سے دنیا بھر جائے گی، صدارتی خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا جمیل احمد قاسمی نے علماء کرام کی مختلف الجہات خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ علماء کرام نے ہمیشہ عوام اور خواص کی رہنمائی کی اور اس کا حق ادا کیا، افتتاحی اجلاس میں پروفیسر نصیر احمد خاں، وژن اکیڈمی کے مفتی وصی میاں خان نے بھی خطاب کیا، مولانا محمد طاہر ندوی، مولانا احمد اواہ ندوی، مفتی امتیاز احمد قاسمی، مولانا اکرم ندوی مظفر نگر کے علاوہ اساتذہ جامعہ اور علاقہ کے علماء ودانشوران نے شرکت کی، نظامت کے فرائض ورکشاپ کے کنوینر ڈاکٹر مفتی محمد عاشق صدیقی نے انجام دیئے۔

محاضرات کی پہلی نشست کی صدارت مولانا محمد طاہر ندوی نے کی اپنے صدارتی خطاب میں انہوں نے فرمایا دنیا میں جتنے بھی انبیاء تشریف لائے ان تمام کی بعثت کا مقصد ہدایت کو عام کرنا اور اللہ کا بندوں سے تعلق قائم ہو جائے اس کے لئے کوششیں کرنا تھا اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ مبارک میں رائج تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیا۔

اسلامک فقہ اکیڈمی سے تشریف لائے مہمان مفتی امتیاز احمد قاسمی نے اپنے خصوصی خطاب میں کہا کہ جدید ذرائع ابلاغ کا صحیح استعمال آنا بھی وقت کی اہم ضرورت ہے، آج ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ انفارمیشن ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ ترقی یافتہ دور ہے، اگر ہم نے اس ٹکنالوجی اور مواصلات کو سمجھ کر صحیح مقاصد اور مثبت اہداف کے حصول کے لیے استعمال نہ کیا تو اس کے ذریعہ دین ودنیا کا نقصان ہوسکتا ہے، وہیں اس کو سیکھ کر اور سمجھ کر استعمال کرنے پر اس کو تبلیغ دین اور دعوت اسلام کا کام بہتر طریقہ پر کر سکتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ کے موضوع پر منعقد اس ورکشاپ میں مولانا محمد اقبال قاسمی، مولانا وصی سلیمان ندوی، مفتی انوار احمد قاسمی بستوی، مولانا صفدر زبیر ندوی نے بالترتیب چار محاضراتی نشستوں کی صدارت فرمائی، اس پروگرام میں تدریب افتاء کے طلباء کے علاوہ قریب پچاس مشارکین نے محاضرات سے استفادہ کیا۔ مفتی نوشاد عالم نوری قاسمی، استاد دارالعلوم وقف دیوبند، مولانا انور عزیز قاسمی استاد دارالعلوم وقف دیوبند، مولانا وصی سلیمان ندوی، مفتی انوار احمد قاسمی بستوی، ملت ٹائمز کے شمس تبریز قاسمی دہلی، مفتی محمد عاشق پھلتی ندوی، مفتی راحت علی صدیقی قاسمی نے ذرائع ابلاغ کے متفرق موضوعات پر محاضرات پیش کئے۔ مولانا عمر ناصحی ندوی نے اخیر میں مہمانان اور مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: مفتی صاحب رضاعی بہن کی دوسری بڑی یا چھوٹی بہن یا بھائی کے ساتھ نکاح کرنے کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

ج: رضاعت کے رشتہ کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ لڑکی کے لیے اپنی رضاعی بہن کے حقیقی بھائی کے ساتھ، یا لڑکے کے لیے اپنی رضاعی بہن کی بہن کے ساتھ نکاح اس صورت میں جائز ہے جب کہ وہ نکاح کرنے والے کے رضاعی بھائی یا بہن نہ ہوں، جیسے زید کی بہن نے بکر کی ماں کا دودھ پیا ہے، تو زید کی بہن بکر کی ماں کی تمام اولاد پر حرام ہوگئی ہے، لیکن زید کا بکر اور اس کی بہنوں سے کوئی رشتہ نہیں، اس لیے زید کا بکر کی کسی بھی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ان میں سے کسی نے بکر کی ماں کا دودھ نہ پیا ہو۔

الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار) (3/31):

"(و) حرم (الكل) مما مر تحريمه نسباً، و مصاهرة (رضاعاً) إلا ما استثنى في بابه."

الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار) (3/213):

"(فيحرم منه) أي بسببه (ما يحرم من النسب) رواه الشيخان، واستثنى بعضهم إحدى وعشرين صورةً."

س: حضرت مفتی صاحب، میں نے ایک فریج فروخت کیا خریدنے والے نے 1000 بیعانہ دے کر 4 دن کا وقت لیا جب 4 دن گزر گئے تو بہانے بنانے لگا اور فریج لینے سے انکار کر دیا، اب کہتا ہے کہ میرے ایک ہزار روپئے واپس کردو، معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کو بیعانہ 1000 واپس کرنے ہیں یا نہیں، کیا اس میں سے کچھ کاٹ لوں؟

ج: خریداری کا کوئی معاملہ کرلینے کے بعد اسے ختم کرنا دونوں فریق کی رضامندی سے جائز ہے، شریعت کی اصطلاح میں اسے ''اقالہ'' کہتے ہیں۔ اگر خریدار کو اپنی خریداری پر افسوس ہو رہا ہے، یا بعد میں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں اس سامان کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے واپس کرنا چاہ رہا ہے، تو ہمدردی کے جذبہ سے سامان واپس لینا مستحب اور بائع کے لیے باعث ثواب ہے۔ حدیث میں آتا ہے: **من أقال مسلما بيعته أقال الله عثرته** رواہ ابوداؤد، یعنی جس شخص نے کسی مسلمان کی بیع (سودا) واپس لے لیا، اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں کو معاف فرمادیں گے، لیکن بیعانہ کے طور پر جو رقم لی گئی ہے اسے واپس کرنا ضروری ہوگا، کل یا بعض کا رکھنا جائز نہیں۔

س: سفر میں زید نے کھلے میں پیشاب کیا اور ڈھیلے سے استنجا کرلیا، گھر آکر پانی سے استنجا کیے بغیر وضو کر کے نماز ادا کرلی، تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟ یا گھر پہنچ کر پانی سے استنجا کرنا چاہئے تھا؟

ج: پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد اگر نجاست شرم گاہ کے اردگرد نہ پھیلی ہو (یعنی نجاست اپنے نکلنے کی جگہ سے ادھر ادھر نہ لگی ہو) تو اس صورت میں استنجا میں ڈھیلے اور پانی دونوں کا جمع کرنا افضل ہے، اور کسی ایک پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے، اور اگر نجاست شرم گاہ کے اردگرد پھیل گئی ہو تو اس صورت میں ڈھیلے پر اکتفا کرنا درست نہیں ہوگا، بلکہ پانی سے اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا، البتہ اگر قدرِ درہم سے زائد نہیں ہوئی تو دھونا واجب ہے، اور اگر زائد ہوگئی تو دھونا فرض ہے۔

"إزالة نجس عن سبيل فلايسنّ من ريح وحصاة ونوم وفصد (وهو سنة) مؤكدة مطلقا، وما قيل من افتراضه لنحو حيض ومجاوزة مخرج فتسامح.

الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار) (1/338)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

کھلا ہے جھوٹ کا بازار، آؤ سچ بولیں

ایک بستی تھی جس کے باسی جھوٹ بولنے اور جھوٹی گواہی دینے میں مشہور تھے۔اسی بستی میں ایک مردو عورت نے خفیہ نکاح کرلیا، تمام تر شرعی احکام بجالائے گئے سوائے اعلانِ نکاح کے۔

قاضی بھی موجود تھا، گواہ بھی تھے اور ایجاب وقبول بھی ہوا۔

کچھ عرصے کے بعد میاں بیوی میں ناچاقی پیدا ہوئی اور ان دونوں نے علیحدگی کا فیصلہ کرلیا لیکن شوہر نے عورت کو تمام تر شرعی حقوق سے محروم رکھا، عورت نے معاملہ قاضی کی عدالت میں پہنچا کر اپنے حقوق حاصل کرنے کا ارادہ کیا، تو شوہر نے عورت کو سرے سے جاننے سے ہی انکار کردیا۔

عورت نے کہا کہ میرے نکاح کے گواہ موجود ہیں انہیں طلب کیا جائے۔

گواہوں کو طلب کیا گیا تو ان گواہوں نے بھی عورت کو پہچاننے سے انکار کردیا۔

قاضی نے عورت سے کہا تمہارے گھر میں کتے ہیں۔؟

عورت نے اثبات میں سرہلایا تو قاضی نے کہا۔!

هَلُ تقبلِينَ بِشَهَادَةِ كِلَابِهِمُ وَحُكُمِهِمُ..؟؟

کہ کیا آپ ان کی گواہی اور فیصلے کو قبول کریں گی ؟

عورت نے اثبات میں سرہلایا۔

تو قاضی نے ایک عجیب وغریب فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ عورت کو اس کے گھر لے جاؤ، عورت کو دیکھ کر اگر کتے بھونکنے لگیں تو عورت جھوٹی ہے، کیوں کہ کتا نامانوس فرد کو دیکھ ہی بھونکتا ہے، اگر عورت سچی ہے تو کتے نہیں بھونکیں گے، کیوں کہ وہ اس سے مانوس ہوں گے۔

یہ فیصلہ سننا تھا کہ شوہر اور گواہوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ بغلیں جھانکنے لگے، کیونکہ ان کی جھوٹی گواہی کی قلعی کھل چکی تھی، تو انہوں نے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرلیا۔

اس وقت قاضی نے ایک تاریخی جملہ کہا: اگر کسی میں رتی بھر شرم وحیا اور غیرت ہو، تو یہ جملہ اس کی زندگی سنوارنے کے لئے کافی ہے، اور جن میں رتی بھر بھی نہ ہو، تو پھر وہ جو چاہے کرتا رہے۔

قاضی نے کہا:

بئس القریٰ الّتی کلابھا أصدق من اھلھا..

بدترین ہے وہ بستی جس کے کتے وہاں کے باسیوں سے زیادہ سچے ہوں۔

اللہ کی وہ سنت جو وہاں کا قانون بھی ہے اور ہمیشہ سے ہے وہ یہ ہے کہ انسانی سماج اور سوسائٹی میں ہمیشہ صرف ان لوگوں کا وزن اور وقعت ہوتی ہے جن کی سچائی اور ایمان داری مشہور ہو، اسی لئے نبی صادق المصدوق ﷺ کو رب کریم نے تمام انسانی اخلاق وعادات اور صفات میں کمال اور اخلاق عظیم پر فائز کیا تھا، مگر آپ کی شناخت اور پہچان الصادق الامین سے کرائی گئی تھی۔

کیسا بڑا المیہ ہے کی ہم اس نبی صادق الامین کے امتی ہیں اور ان کی ذات عالی سے محبت بلکہ ان کے نام پر مر مٹنے کا دعوی کرتے ہیں، مگر سچی بات یہ ہے کہ ہماری شناخت جھوٹ، جھوٹ اور اس درجہ جھوٹ سے ہوگئی ہے کہ ہمارے علاقے اور سوسائٹی کے کتے ہم سے سچے ہیں، تو پھر ہم کس منھ سے خیر القرون کے سچوں کی طرح فتوحات اور دنیا میں عزت اور وقعت کے خواب دیکھتے ہیں، اور پھر انسانی سماج میں اپنی ذلت اور رسوائی کا نوحہ اور ماتم کرتے ہیں۔

کاش ہم صدق وامانت کو اپنی شناخت بنا کر دنیا میں عزت اور وقعت حاصل کرپاتے...!!!

مولانا محمّد کلیم صدیقی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371